میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ مولانا الحاج

مفتی محمد اشفاق احمد رضوی صاحب

دامت برکاتہم العالیہ

خانیوال (حال مقیم لندن)

مرتب

محمد فضل رسول رضوی

مکتبہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم

ہائی وے روڈ جہانیاں ضلع خانیوال

211793

صفدر صابر پرنٹنگ اینڈ کمپوزنگ پوائنٹ پل اصطبل خانیوال

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

خطاب

شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ مولانا الحاج

مفتی محمد اشفاق احمد رضوی صاحب

دامت برکاتھم العالیہ

خانیوال (حال مقیم لندن)

مرتب

محمد فضل رسول رضوی

مکتبہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم

ہائی وے روڈ جہانیاں ضلع خانیوال

☎ 211793

صفدر صابر پرنٹنگ اینڈ کمپوزنگ پوائنٹ پل اصطبل خانیوال

نام کتاب ——— میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

خطاب ——— استاذ العلماء حضرت علامہ شیخ الحدیث مفتی محمد اشفاق احمد رضوی صاحب مدظلہ العالی

باہتمام ——— مولانا الحاج الحافظ محمد حبیب الرحمٰن صاحب رضوی

ترتیب ——— محمد فضل رسول رضوی

پروف ریڈنگ ——— محمد محب النبی رضوی، محمد اعجاز النبی رضوی

معاون ترتیب ——— محسن رضا رضوی

کمپوزنگ ——— محمد صفدر علی صابر، محمد شمس الحق قمر

صفحات ——— 64

قیمت ——— 25/00

ناشر ——— محمد حسنین رضا رضوی

مکتبہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم

بائی وے روڈ جہانیاں منڈی (خانیوال)

فون - 211793

فہرست

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم

مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا

دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

کلام اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ [1]

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلاَنَا الْعَظِیْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْن وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن. رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ. اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ. وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ. اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْن. وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاشَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْن۔

ذکرحبیب

نہایت قابلِ صدواجب الاحترام سامعین وحاضرین!

الحمدللہ! محفلِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم انعقاد پذیر ہے اور آپ حضرات عشاء

---

[1] ۔ سورہ آل عمران۔ پارہ ۴ آیت ۱۶۴

کے بعد سے ہی ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سماعت فرمارہے ہیں۔ آپ خوش نصیب اور قابل صد مبارک باد ہیں کہ آپ کے یہ لمحات، یاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں گذر رہے ہیں۔ سامنے لکھا ہوا نظر آرہا ہے

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

الحمدللہ! اس وقت ہم اسی ذات کے ذکر میں بیٹھے ہوئے ہیں، جو آقا نہ غاروں میں ہمیں بھولا اور نہ لامکاں میں جا کر بھولا۔ یہ حقیقت ہے کہ کسی نعمت میں وہ مٹھاس اور چاشنی نہیں، جو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ حتی کہ عشاق تو کہتے ہیں کہ جنت کی نعمتوں میں بھی وہ مٹھاس اور چاشنی نہیں، جو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ اعلیحضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں، آخرت کے لئے یہ التجا کرتے ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے، وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لوا کے تلے، ثنا میں کھلے رضا کی زبان تمہارے لئے

کیوں؟ اس لئے کہ

زمین و زماں تمہارے لئے، مکین و مکاں تمہارے لئے
چنین و چناں تمہارے لئے، بنے دو جہاں تمہارے لئے
دہن میں زباں تمہارے لئے، بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے، اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

آپ کے ذکر کے لئے ہی آئے ہیں اور آپ کے ذکر کے لئے ہی قیامت کے دن

اٹھیں ۔ کاش ! اس وقت ، جب لواء الحمد کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہو..... سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا عیسی علیہ السلام تک سارے نبی بھی آپ کے جھنڈے تلے ہوں ..... سارے صحابہ ، غوث ، قطب ، اوتاد ، ابدال آپ کے جھنڈے تلے ہوں ..... اتنا لمبا جلوس لے کر آپ جنت کا دروازہ کھولنے جا رہے ہوں ..... پوری سج دھج ، پوری شان وشوکت کے ساتھ ..... اس وقت حکم ہو جائے بلاؤ احمد رضا کو !!! اب ہماری نعت سنائے ۔

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے ، وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لوا کے تلے ، ثنا میں کھلے رضا کی زبان تمہارے لئے

الحمدللہ ! آج ہم اسی آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک کی محفل میں بیٹھے ہیں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک سن کر ہمارے دل باغ باغ ہو رہے ہیں ۔ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ یہ سعادت ہمیشہ نصیب فرمائے ۔

احسان خداوندی

آپ حضرات کے سامنے بڑی معروف آیت کریمہ تلاوت کی ہے ۔ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے ارشاد فرمایا ۔ **لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ** ''البتہ تحقیق اللہ نے احسان فرمایا ، ایمان والوں پر'' **اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا** '' جب کہ بھیج دیا ان میں اپنی شانوں والا رسول'' اور بھیجا کیسے ؟ **مِنْ اَنْفُسِهِمْ** '' ان کے نفسوں میں سے ، بے مثل اور کامل بشر بنا کر'' **يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ** '' وہ رسول ان پر اللہ کی آیتیں تلاوت فرماتا ہے'' **وَيُزَكِّيْهِمْ** '' اور اپنی نگاہ کرم سے ان لوگوں کو پاک فرماتا ہے'' **وَيُعَلِّمُهُمْ**

الکتب والحکمۃ ''اور ان ایمان داروں کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے'' وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین ''اگر چہ اس کی آمد سے پہلے لوگ کھلی گمراہی میں تھے''

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے، ہر طرف جہالت ہی جہالت! ہر طرف ظلمت وضلالت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے! کہلانے کو تو لوگ انسان کہلاتے تھے مگر حقیقت میں حیوانوں سے بھی بدتر۔ تہذیب نام کی کوئی چیز ان کے اندر نظر ہی نہ آتی تھی۔ چوری، ڈاکہ، عزت لوٹنا ان کا معمولی سا مشغلہ تھا۔ مگر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے...... ایسا پاک فرمایا ان کو...... ایسا انقلاب برپا کیا ان کے اندر...... ایسی کتاب وحکمت کی تعلیم دی انہیں کہ کہنے والے کہہ اٹھے۔

اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا خاک کے ذروں کو ہمدوش ثریا کر دیا

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے

کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَ اِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ''اگر چہ اس محبوب کے آنے سے پہلے ہر طرف کھلی گمراہی تھی'' مگر جب وہ آئے تو انہوں نے آکر لوگوں کو پاک کیا، کتاب وحکمت کی تعلیم دی اور انہیں اللہ کی آیتیں سنائیں۔ اور فرمایا کہ قیامت تک ان کا یہ فیض جاری وساری رہے گا۔ اسی طرح ایماندار پاک ہوتے رہیں گے۔ سرکار کی بارگاہ سے کتاب وحکمت کی تعلیم کا فیض حاصل کرتے رہیں گے۔ قرآن پاک کی تلاوت اور برکتوں سے مالا مال ہوتے رہیں گے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤمِنِیْنَ اِذْبَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلاً

''ہم نے تمام ایمانداروں پر، جو بھی قیامت تک آنے والے مومنین ہیں، سب پر بہت بڑا احسان فرمایا کہ انہیں ایسی شانوں والا رسول عطا فرما دیا''

تین شانیں

اس آیت کریمہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بعثت کا ذکر ہے۔
یاد رکھو! ایک ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بعثت، ایک ہے شان ولادت ایک ہے شان خلقت۔ ان تینوں شانوں پر ایمان لانا ہر مومن کے لئے ضروری ہے۔ ورنہ ایمان مکمل نہیں ہوگا۔ آپ کی خلقت بھی حق ہے۔ آپ کی ولادت بھی حق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت بھی حق ہے۔ اب ایمان تو تب لائیں گے، جب سمجھیں گے کہ خلقت کیا ہے؟ ولادت کیا ہے؟ اور بعثت کیا ہے؟
سب سے پہلے جب کائنات عالم میں کوئی شئی بھی نہیں بنی تھی، اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا، یہ سرکار کی خلقت ہے۔ پھر حضرت سیدہ آمنہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں شان بشریت کے ساتھ آپ کا جلوہ گر ہونا اور سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے لے کر آپ کے والد گرامی حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اور پھر ان سے سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک آپ کے نور کا منتقل ہونا اور پھر اس نور کا بے مثل اور کامل بشر بن کر اس کائنات میں جلوہ فرما ہونا، یہ آپ کی ولادت ہے۔ پھر چالیس سال کے

بعد غار حرا سے اتر کر آپ کا اعلان فرمانا کہ لوگو! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں، یہ آپ کی شان بعثت ہے۔

آپ سمجھ چکے کہ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کی خلقت بھی حق، آپ کی ولادت بھی حق اور آپ کی بعثت بھی حق ہے۔ جب بھی دنیا میں آپ کی جلوہ گری اور تشریف آوری کا ذکر ہوگا تو خلقت کا بھی ذکر ہوگا، ولادت کا بھی ذکر ہوگا اور بعثت کا بھی ذکر ہوگا۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ جب سرکار کی بعثت کا ذکر ہوگا تو ولادت اور خلقت کا بھی تصور آئے گا۔ جب خلقت کا ذکر ہوگا تو ولادت اور بعثت کا تصور بھی آئے گا۔ جب ولادت کا ذکر ہوگا تو خلقت اور بعثت کا تصور بھی آئے گا۔ گویا ان تینوں شانوں کے تصورات آپس میں لازم وملزوم ہیں اور ہر مومن پر لازم ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت پر بھی ایمان رکھے۔ آپ کی ولادت پر بھی ایمان رکھے اور آپ کی بعثت پر بھی ایمان رکھے۔

اول الخلق

حضرات محترم! نبی پاک کی خلقت کب ہوئی؟ میں اپنی طرف سے عرض نہیں کرتا بلکہ خلق ہونے والے محبوب پاک کی زبان سے ہی سنیے!

اللہ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر انوار پر جنہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے خود پوچھ لیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے ذہن میں ایک سوال آتا ہے:۔

اَخْبِرْنِی عَنْ اَوَّلِ شَیءٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالیٰ قَبْلَ الْاَشْیاءِ

''حضور! مجھے خبر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری چیزوں سے پہلے کس کو پیدا فرمایا''

اب ذرا غور فرمائیں! سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا عقیدہ تھا نا! کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے پیدا ہونے والی چیز کا علم ہے۔ اگر یہ عقیدہ نہیں تھا تو سوال ہی کیوں کیا؟ وہ جانتے تھے کہ اولین کا علم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ الحمدللہ! جو صحابہ کا عقیدہ ہے وہی ہم اہل سنت و جماعت کا بھی عقیدہ ہے۔ مصنف عبدالرزاق میں یہ حدیث پاک موجود ہے۔ امام عبدالرزاق علیہ الرحمۃ، امام بخاری علیہ الرحمۃ کے بھی استاد ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے پوچھا:۔

''حضور! مجھے سب سے پہلی چیز بتلائیں، جس کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا کیا''

سرکار علیہ السلام نے جواب میں یہ نہیں ارشاد فرمایا کہ مجھے تو علم نہیں۔ اچھا جبرائیل آئے گا تو اس سے پوچھ کر بتلا دوں گا۔ نہیں بلکہ برجستہ فوراً فرمایا:۔

یَاجَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ [1]

''اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا''

معلوم ہوا کہ سرکار کی خلقت سب سے پہلے ہے۔ دوسری حدیث پاک ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اَوَّلُھُمْ خَلْقًا وَّاٰخِرُھُمْ بَعْثًا [2]

''میں خلقت کے لحاظ سے سب سے پہلے ہوں

---

[1]۔ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ، مطبوعہ مصر ۱۳۲۵ھ جلد اول صفحہ ۴۶ نشر الطیب صفحہ ۶ للتھانوی

[2]۔ روح البیان جلد ۵ صفحہ ۶۶۱

اور بعثت کے لحاظ سے سب سے بعد میں ہوں"

میں نے اعلان نبوت، سارے نبیوں کے بعد کیا ہے لیکن میں پیدا سارے نبیوں سے پہلے ہوا ہوں۔ میری خلقت تو آدم علیہ السلام سے بھی پہلے ہے۔ اولھم خلقا "میں خلقت کے لحاظ سے سب سے پہلے ہوں" معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت پر ایمان لانا، آپ کی اولیت پر ایمان لانا ہے تو تسلیم کرنا پڑے گا۔ ممکنات میں اور ساری مخلوق میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے ہیں۔

تیسری حدیث پاک ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ [۱]

"سب سے پہلے اللہ نے جس کو خلق فرمایا وہ میرا نور ہے"

لوح بھی تو......

بعض لوگ یہاں مغالطہ ڈالتے ہیں کہ نہیں جی! سب سے پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پیدا نہیں ہوئے حدیث پاک میں آتا ہے۔

اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ اللَّوْحَ

"سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے لوح کو پیدا فرمایا"

اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ

"سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا"

اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ الْعَرْشَ

---

[۱] :۔ جواہر البحار جلد دوم صفحہ ۳۰۳

”سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا فرمایا“

آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کے نور کو پیدا فرمایا۔ یہ بھی تو احادیث ہی ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے لوح کو، قلم کو، عرش کو پیدا فرمایا۔ اول تو ایک ہی چیز ہوگی۔ سب چیزیں تو اول نہیں ہوسکتیں۔ آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ سب سے اول نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے۔ جب کہ حدیث پاک میں آ گیا کہ اول قلم ہے۔ اول کتاب ہے۔ اس کا جواب شہنشاہ بغداد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنی کتاب سر الاسرار میں دیا اور اس کا خلاصہ، علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے ایک شعر میں بیان فرمایا کہ ان احادیث کریمہ کا مطلب کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!

لوح بھی تو، قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اول تو آپ کی ذات ہی ہے۔ لوح بھی آپ کا نام ہے۔ قلم بھی آپ کا نام ہے۔ کتاب بھی آپ کا نام ہے۔ عرش بھی آپ کا نام ہے۔ ان ساری احادیث میں تطبیق اس طرح سے ہے کہ نام الگ الگ ہیں مگر مراد صرف آپ کی ذات مقدسہ ہے۔

نام الگ الگ کیوں؟

اب سوال پیدا ہوا کہ نام الگ الگ لینے کی کیا ضرورت تھی؟ صرف اَوَّلُ مَا خلقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ فرما دیا جاتا۔ یہ فرمانے کی کیا ضرورت تھی کہ سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا۔ ہم مانتے ہیں کہ لوح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔ ان

احادیث کریمہ میں لوح، قلم، کتاب اور عرش سے مراد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ ویسے لوح الگ ہے۔ قلم الگ ہے۔ لوح کا معنی تختی اور قلم، لکھنے والی قلم۔ مگر وہ قلم اور تختی ہماری قلم اور تختی جیسی نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں جو لوح اور قلم والے کام سرانجام دیتے ہیں۔ الغرض ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ جن احادیث کریمہ میں اولیت کا ذکر ہے، وہاں لوح وغیرہ سے مراد آپ کی ذات ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لوح کیوں؟ قلم کیوں؟ کتاب کیوں؟ عرش کیوں؟ یہ نام کیوں رکھے گئے؟

میرے بھائیو! وجہ یہ ہے کہ علم معانی کا ایک قاعدہ ہے کہ جب کسی آدمی میں بہت سارے کمالات واوصاف پائے جائیں تو پھر قصداً لوگوں کو اس کے اوصاف وکمالات سے روشناس کرانے کے لئے اس کے کئی نام ذکر کئے جاتے ہیں۔ ایک ہی آدمی حافظ قرآن بھی ہو۔ قاری بھی ہو۔ پروفیسر بھی ہو۔ ڈاکٹر بھی ہو۔ بہت بڑا مقرر اور خطیب بھی ہو۔ بڑا اعالی شان نعت خواں بھی ہو۔ اب ہر بندے کو تو علم نہیں کہ اس کے اندر یہ سارے کمالات ہیں تو تعارف کرانے والا آپ کو کہے گا۔ بھئی! آج ہماری محفل میں قاری صاحب موجود ہیں۔ آج ہماری محفل میں حافظ صاحب موجود ہیں۔ شیخ الحدیث موجود ہیں۔ شیخ القرآن موجود ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موجود ہیں۔ پروفیسر صاحب موجود ہیں۔ بہت بڑے مدرس موجود ہیں۔ بہت بڑے نعت خواں موجود ہیں۔ اب آپ سے کوئی آدمی کہے کہ جناب! محفل میں نیا آدمی تو ایک ہی نظر آرہا ہے، باقی تو ہمارے جانے پہچانے ہیں۔ یہاں کتنے ڈاکٹر ہیں؟ کتنے نعت خواں ہیں؟ کتنے مدرس بیٹھے ہوئے ہیں؟ تو تعارف کروانے والا بتلائے گا کہ نیا آدمی تو ایک ہی

ہے، جس کا تعارف کروایا جا رہا ہے مگر میں الگ الگ نام اس لئے لے رہا ہوں کہ یہ سارے اوصاف اللہ تعالیٰ نے ایک ہی آدمی میں رکھ دیے ہیں۔

حضرات محترم! بات واضح ہوگئی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک تو ایک ہی ہے مگر سارے کمالات کا مرکز اور منبع ہے۔ لوح والی وصف بھی آپ کے اندر۔ قلم والی وصف بھی آپ کے اندر۔ کتاب والی وصف بھی آپ کے اندر۔ عرش والی شان بھی آپ کے اندر۔ نور والی شان بھی آپ کے اندر۔ اس لئے جب آپ کے اول الخلق ہونے کا بیان فرمایا تو کہیں فرمایا: "اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ اللَّوْحَ"، کہیں فرمایا "اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ" کہیں فرمایا "اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ الْعَرْشَ" کہیں فرمایا "اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ"

لوح و قلم کی صفت

قلم کی صفت ہے، فیض دوسرے تک پہنچانا۔ میرے دل میں جو بات ہے، وہ میرے ہی دل میں ہے۔ میں ہی اسے جانتا ہوں لیکن اگر اسے قلم کے ساتھ لکھ دوں تو ہر پڑھنے والا پڑھ لے گا تو قلم نے اندر والی بات دوسرے تک منتقل کردی۔ لوح کا وصف ہے فیض کو اپنے اندر سمیٹ لینا، محفوظ کر لینا۔ آپ تختی پر لکھیں گے تو آپ کے دل والی بات، تختی پر منتقل ہو کر محفوظ ہو جائے گی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم قلم بھی ہیں اور لوح بھی ہیں۔ کس طرح؟ اللہ سے فیض لیتے ہیں اور سمیٹتے ہیں، اس لحاظ سے لوح ہیں۔ ساری مخلوق میں فیض بانٹتے ہیں، اس لحاظ سے قلم ہیں۔

لوح بھی تو، قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب

جس طرح ایک بہادر آدمی کو شیر کہہ دیا جاتا ہے کہ اس کے اندر بہادری والا وصف موجود ہوتا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی لوح اور قلم فرمایا گیا کہ آپ کے اندر لوح اور قلم والی صفات موجود ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے فیض لے کر اپنے سینہ میں محفوظ کر کے وہ فیض کے خزانے ساری مخلوق میں تقسیم فرماتے ہیں۔

کتاب کی وصف

آپ کی وصف کتاب بھی ہے۔ کتاب علم کا خزانہ ہوتی ہے، جس کے اندر سارے علم موجود ہوتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم علم کا وہ خزانہ ہیں کہ کسی کتاب میں اتنے علوم نہیں، جو علوم سینہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہیں۔ آپ کہیں گے کہ قرآن میں بڑے علوم ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔

جَمِیْعُ الْعُلُوْمِ فِی الْقُرْاٰنِ لٰکِنْ تَقَاصَرَ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ [1]

"تمام کے تمام علوم، قرآن کے اندر موجود ہیں لیکن لوگوں کی سمجھیں ان سے قاصر ہیں" اللہ تعالیٰ نے سارے کے سارے علوم قرآن مجید میں رکھ دیئے مگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ میں جو علوم ہیں وہ قرآن سے بھی بڑھ کر ہیں۔ قرآن تو اللہ تعالیٰ نے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھایا ہی ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰن لیکن معراج والی رات، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو لا مکاں، مقام دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کی منزلیں طے کروا کے اپنے قرب خاص میں بلایا

[1] مولوی حسین علی واں بھچراں کے پیر و مرشد جناب محمد عثمان نقشبندی نے کہا کہ اکثر علماء و فضلاء قرآن شریف و تفاسیر پڑھتے ہیں لیکن کما حقہ نہیں سمجھتے پھر یہ شعر پڑھا۔

جمیع العلم فی القران لکن تقاصر عنه افهام الرجال

سیمرغ روح ہیچ کس از انبیاء نتافت ۔۔۔ آنجا کہ تو ببال کرامت پریدہ ای

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! نبیوں میں سے کسی نبی کی عقل کا پرندہ بھی وہاں نہیں پہنچ سکا، جہاں آپ نے عزت وکرامت کے پروں سے پرواز فرمایا ہے۔ اس جگہ پر محبوب کو بلا کے پھر فرمایا۔ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی [1] ''پھر اللہ نے اپنے بندے سے باتیں کیں جو بھی باتیں کیں، وحی فرمائی جو بھی وحی فرمائی'' قرآن وحی متلو ہے، اس کے باوجود اپنے پاس بلا کر پھر اپنے محبوب سے باتیں کیں اور علم عطا فرمایا۔ معلوم ہوا کہ قرآن سے بھی زیادہ علوم، سینہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں۔ جب معراج والی رات میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ فَوَضَعَ یَدَہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ ''اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا'' فَوَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِہٖ بَیْنَ ثَدْیَیَّ ''میں نے اس رکھے ہوئے دست قدرت کی ٹھنڈک اور فیض اپنے سینے میں محسوس کیا'' حضور! وہ فیض کیا تھا؟ سرکار نے ارشاد فرمایا: فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ [2] ''جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں تھا سب کا علم مجھے عطا ہو گیا'' دوسری روایت میں ہے۔ فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ [3] '' کائنات کی ہر شئی مجھ

---

[1] ۔سورۃ النجم پارہ ۲۷ آیت نمبر ۱۰ [2] ۔مشکوۃ المصابیح صفحہ ۷۰ [3] ۔ صحیح الترمذی بشرح الامام ابی بکر ابن العربی المالکی مطبوعہ مصر جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۴، دیو بندی، وہابی ناشرین نے اپنے معنوی اجداد یہودیوں کی روش اپناتے ہوئے ترمذی شریف کے متن سے یہ حدیث پاک غائب کر دی ہے۔ قال اللہ تبارک وتعالی یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ۱۲۔ رضوی غفرلہ

پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لیا ''

الحمدللہ! نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق، اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ کوئی علم ایسا نہیں جو اللہ جل جلالہ و عم نوالہ نے اپنے محبوب پاک کو عطا نہ فرمایا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا۔

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْماً [1]

''اے محبوب پاک! اللہ تعالیٰ نے ہر ایک نبی کو علم عطا فرمایا مگر تم پر تو بہت بڑا فضل فرمایا ہے کہ جو بھی تم نہ جانتے تھے، ہر اس شئی کا علم اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرما دیا''

کوئی علم باقی نہ رہا، نہ غیب کا، نہ حاضر کا، سارے کے سارے علوم اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما دیے بلکہ علوم تو علوم اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑا غیب، اپنی ذات بھی محبوب سے نہ چھپائی۔ اسی لئے امام اہل سنت اعلحضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نکتہ کی بات کی اور فرمایا ۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

آپ کے ذہن میں اور کوئی دلیل نہ رہے یہ بات تو ذہن نشین کر لو کہ اگر کوئی کہے حضور علیہ السلام کو فلاں غیب کا علم نہیں، اس سے پوچھو سب سے بڑا غیب کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی ذات سے بھی بڑا کوئی غیب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے بھی بڑی کوئی شئی ہے، جسے چھپا کر رکھا جائے۔ غیب الغیب تو رب کی ذات ہے۔ جس رب نے اپنی ذات کو محبوب سے نہیں چھپایا، اس سے بڑا کوئی غیب تھا جسے اس نے چھپا کر رکھا ہے؟ معلوم

[1] ۔ سورہ النساء، پارہ ۵، آیت ۱۱۳

ہو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو ظاہر کر کے یہی مسئلہ لوگوں کے سامنے واضح کر دیا کہ جب غیب الغیب ذات میں نے محبوب سے نہیں چھپائی تو اور کونسا غیب ہے جو چھپا کر رکھنا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ چونکہ تمام علوم کا گنجینہ ہے اس لئے آپ کو الکتاب کہا گیا۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب

عرش کی صفت

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش بھی فرمایا گیا۔ عرش کی صفت عظمت، بلندی اور برتری ہے۔ کہا جاتا ہے کہ فلاں عرش نشان ہے۔ مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ عظمت اور بلندی والا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش اس لئے فرمایا گیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے وہ بلند شان عطا فرمائی کہ معراج والی رات عرش بھی نیچے تھا اور سرکار کے قدم مبارک اونچے تھے۔

زہے عزت و اعتلائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وصفِ نورانیت

آپ کو نور کہا گیا کیونکہ نور سے جہاں روشن ہوتا ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ساری کائنات روشن ہوئی حتیٰ کہ سورج اور چاند بھی آپ سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام الشاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا یہ جو مہر و ماہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! چاند اور سورج تو آپ کے در کے بھکاری ہیں۔ انہیں نور کی خیرات آپ کے در سے ملی ہے۔ سب سے پہلے جو نور چمکا وہ تو آپ کا نور پاک تھا۔ اَوّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ سب سے پہلے آپ کا نور ہی پیدا فرمایا گیا۔

حضرات محترم! حاصل کلام یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت پر ایمان لانا مستلزم ہے، آپ کی اولیت پر ایمان لانے کو کہ یہ مانا جائے کہ آپ ساری مخلوق سے پہلے ہیں اور یہ بات وہی مانے گا جس کے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا جذبہ ہوگا۔

عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ عقل کو تنقید سے فرصت نہیں

علامہ اقبال نے اسی لئے کہا کہ تو عقل سے سوچے گا کہ سب سے پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیسے پیدا ہو گئے؟ عقل تو عیار ہے۔ تجھے بھٹکا دے گی۔ تو تنقید میں مصروف ہو جائے گا۔ اس لئے جب نبی پاک کی شان پاک کا معاملہ ہو تو عقل کو سمیٹ کر رکھ دے۔ پھر عشق کو اپنا امام بنالے۔ اسی لئے علامہ اقبال نے فرمایا۔

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر

وہی ظاہر وہی باطن وہی قرآن وہی فرقان وہی یسین وہی طٰہٰ

عشق و مستی کی نگاہ میں اول بھی سرکار ہیں۔ آخر بھی سرکار ہیں۔ ہر آدمی تو نہیں مانے گا، عشق و مستی والا ضرور مانے گا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت پر ایمان تب ہوگا، جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اولیت پر ایمان ہو۔ جب اولیت پر ایمان ہوگا، تو لازم ہے کہ آپ کی نورانیت پر بھی ایمان رکھا جائے۔ کیونکہ جب سرکار

اول الخلق ہوئے تو آپ کی خلقت کے وقت ابوالبشر سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام تو تھے ہی نہیں۔ بشریت، عناصر اربعہ آگ، پانی، مٹی اور ہوا سے بنی ہے۔ اس وقت نہ آگ ہے، نہ پانی، نہ مٹی، نہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی ہیں۔ ابھی روح بھی نہیں ہے۔ جسم بھی نہیں ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی ہیں۔ اس وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کس شان میں تھے؟ ماننا پڑے گا کہ آپ نور ہیں۔ اس وقت تک آپ کی خلقت پر ایمان نہیں ہو سکتا، جب تک آپ کی نورانیت پر ایمان نہ لایا جائے۔

روح یا نور؟

وہ لوگ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے جی! آپ سب سے پہلے پیدا ہوئے۔ اولیت پر ہمارا بھی ایمان ہے اور خلقت کو بھی ہم مانتے ہیں کیونکہ خود آپ کا فرمان ہے **اَوَّلُهُمْ خَلْقًا** ''خلقت کے لحاظ سے میں سب نبیوں سے پہلے ہوں'' حدیث پاک کا تو انکار نہیں کیا جا سکتا لہذا ہمیں تسلیم ہے کہ سب سے پہلے آپ کی خلقت ہوئی۔ مگر آپ کو نور نہیں مانتے۔ ہم پوچھتے ہیں۔ ''بھئی! وہ سب سے پہلے پیدا ہوئے تو کیا تھے؟'' وہ کہتے ہیں:۔ ''آپ روح تھے، ہم آپ کو روح مانتے ہیں، نور نہیں مانتے'' پہلی بات تو یہ ہے کہ روح بھی تو نور ہی ہوتی ہے۔ اگر مان لیں کہ روح الگ ہے۔ نور الگ ہے اور تو کہتا ہے کہ سرکار سب سے پہلے پیدا ہوئے۔ تو روح تھے، نور نہیں تھے۔ ارے! میں تیری بات مانوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مانوں۔ یا رسول اللہ! آپ ہی ارشاد فرمائیں کہ آپ سب سے پہلے پیدا ہوئے تو کس حالت میں تھے؟

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث پاک میں نے ابھی عرض کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ قَدْ خَلَقَ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ "اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا" سرکار نے رُوْحَ نَبِیِّکَ مِنْ رُوْحِہٖ نہیں فرمایا کہ تیرے نبی کی روح کو اپنی روح سے پیدا فرمایا بلکہ فرمایا نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ اور فرمایا اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِی "سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا"

تھانوی کا اعتراف

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کے بارے میں ایک حدیث پاک ہے، جسے علمائے دیوبند کے چوٹی کے مولوی اشرفعلی تھانوی نے بھی اپنی کتاب نشرالطیب میں نقل کیا۔ حدیث پاک کے راوی کتنے مضبوط ہیں۔ سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث اپنے والدگرامی سیدالشہداء امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث پاک اپنے والدگرامی حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی۔ باب مدینۃ العلم حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث پاک مدینۃ العلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے سنی۔ راوی کتنے مضبوط ہیں۔ ان راویوں پر وہی شک کرسکتا ہے، جس کا ایمان مشکوک ہو۔ خود غیر بھی اسے تسلیم کررہے ہیں اور اپنی کتابوں میں نقل کررہے ہیں "جادو وہ جو سر چڑھ بولے" نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

کُنْتُ نُوْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ قَبْلَ

خَلْقِ اٰدَم بِاَرْبعَةَ عَشَرَ اَلْفِ عَامٍ [1]

''حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے میں

اللہ کے ہاں نور تھا''

کُنْتُ نُوْرًا فرمایا ہے، کُنْتُ رُوْحًا نہیں فرمایا۔ مولوی اشرفعلی تھانوی نے ساتھ یہ بھی لکھ دیا کہ چودہ ہزار سال کو کوئی حد نہ سمجھنا۔ یہ چودہ ہزار سال تو بطور تمثیل ذکر کئے گئے ہیں ورنہ آپ کب سے اللہ تعالیٰ کے نور تھے، کب سے آپ کی خلقت ہوئی، اس کا تو جبرائیل کو بھی پتہ نہیں یا پیدا کرنے والا خدا جانے یا پیدا ہونے والا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جانے۔ جب سیدنا جبرائیل امین کو بھی پتہ نہیں تو ہمیں کیا پتہ چل سکتا ہے؟ ہم تو یہی اعتقاد رکھیں گے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے خلقت فرمائی ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت فرمائی ہے اور وہ شان آپ کی بشریت کی نہیں تھی۔ ابھی تو بشریت کی ''ب'' بھی نہیں بنی تھی۔ آگ، پانی مٹی اور ہوا نہ تھے۔ ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام بھی نہ تھے۔ اس وقت بھی آپ جلوہ فرماتے تھے اور اس وقت آپ نورانی شان میں، نور کی کیفیت میں جلوہ فرماتے تھے۔

انتقال نور کا ہوا روح کا نہیں

اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا۔ ارے! تو دن رات سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کی رٹ لگاتا رہتا ہے۔ ہم تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت بھی حق مانتے ہیں۔ آپ کی بشریت بھی حق مانتے ہیں۔ آپ کی نورایت بھی بے مثال

[1] ۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر ۱۳۲۵ھ جلد اول صفحہ ۴۹

ہے۔ آپ کی بشریت بھی بے مثال ہے۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت سیدہ آمنہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک منتقل ہوتا آیا۔ آپ کا نور حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی پیشانی میں جلوہ فرما تھا، اسی لئے فرشتوں سے سجدہ کروایا گیا۔ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اُمِرَتِ الْمَلٰئِکَۃُ بِالسُّجُوْدِ لِاٰدَمَ لِاَنَّ نُوْرَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ فِی جَبْھَتِہٖ

''فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے سجدہ کا حکم اس لئے دیا گیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ان کی پیشانی میں تھا''

امام رازی علیہ الرحمۃ نے یہ نہیں فرمایا کہ آپ کی روح ان کی پیشانی میں تھی کیونکہ دو روحیں ایک جسم میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ آدم علیہ السلام میں ان کی اپنی روح تھی اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تھا۔ وہ نور حضرت حوا میں منتقل ہوا تو حضرت حوا میں ان کی اپنی روح اور آپ کا نور پاک تھا۔ پھر وہ نور حضرت شیث علیہ السلام میں منتقل ہوا تو ان میں ان کی اپنی روح اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک تھا۔ اسی طرح یہ نور منتقل ہوتا آیا۔ روح منتقل نہیں ہوتی۔ ایک جسم میں دو روحیں نہیں ہو سکتیں۔

ہاتھی بھی نورانیت کو تسلیم کرتا ہے

اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک منتقل فرمایا یہ وہ مسلمہ

حقیقت ہے کہ انسان تو انسان رہے، حیوان بھی اسے تسلیم کرتے ہیں۔ سرکار کی ولادت سے پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ تعالی عنہ جب ابرہہ کے پاس گئے تو اس کے ہاتھی نے بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کا اقرار کیا۔ اس کی مختصر تفصیل عرض کرتا ہوں یمن کے شہر صنعاء کے فرمانروا ابرہہ کو پتہ چلا کہ مکہ مکرمہ میں ایک کعبہ ہے اور لوگ دور دراز سے آتے ہیں۔ اس کا طواف کرتے ہیں۔ وہاں بڑے بڑے چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ وہاں آکر حج کرتے ہیں۔ اس کے دل میں یہ سن کر بلاوجہ حسد پیدا ہوگیا۔ اس نے سوچا کہ میں اپنے ملک میں ہی ایسا کعبہ کیوں نہ بنادوں؟ لوگوں کو بھیجا کہ دیکھ کر آؤ، کعبہ کیسا ہے؟ لوگوں نے آکر بتایا کہ بظاہر تو وہاں کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی۔ کالے پتھروں کا بنا ہوا ایک کمرہ ہے۔ لوگ اس کے اردگرد چکر لگاتے ہیں۔ اس نے کہا میں سنگ مرمر کا بڑا عالیشان کعبہ یہاں بنا دیتا ہوں۔ اس نے یمن کے شہر صنعاء میں ایک بڑی عالیشان عمارت تعمیر کروائی اور اس کے افتتاح کے لئے ایک تاریخ مقرر کر دی اور بڑی تشہیر کی گئی تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ یہاں بھی ایک کعبہ ہے اور بڑا حسین ہے۔ لوگ دیکھ کر مکہ والے کعبہ کی بجائے ادھر آیا کریں۔ چڑھاوے چڑھایا کریں۔ حج کیا کریں۔ تعمیر مکمل ہونے کے بعد اس نے بناوٹی کعبہ کو تالا لگوادیا کہ یہ تالا اسی دن کھلے گا، جب ہم مقررہ وقت پر افتتاح کریں گے۔

مکہ کا ایک قریشی یمن گیا ہوا تھا۔ اس نے صنعاء میں بڑی عالی شان عمارت دیکھی۔ لوگوں سے پوچھا۔ بھئی! یہ کیسی عمارت ہے؟" لوگوں نے بتایا" یہ ہمارے بادشاہ نے تمہارے مکہ والے کعبہ کے مقابلے میں تعمیر کی ہے" اسے غیرت آئی مگر وہ اکیلا کیا

کر سکتا تھا؟ جس روز صبح افتتاح ہونا تھا، اس روز رات کے وقت وہ کہیں سے دیوار پھلانگ کر اندر چلا گیا۔ اندر جا کر پیشاب اور پاخانہ کر دیا۔ جگہ جگہ غلاظت پھیلا دی۔ پھر اسی طرح دیوار پھلانگ کر نکل آیا اور یمن سے بھاگ آیا۔ صبح کے وقت پروگرام کے وقت بادشاہ اپنے لاؤ لشکر سمیت اور دوسرے ملکوں سے آئے ہوئے وزراء وغیرہ کے ہمراہ افتتاح کے لئے چل پڑا کہ آؤ! جا کر ہمارے کعبہ کا افتتاح کریں۔ دیکھیں کہ کیسا عالی شان کعبہ ہے؟ پھر دیکھنا مکہ والے کعبہ سے یہاں زیادہ چڑھاوے چڑھا کریں گے۔ لوگ یہاں کا طواف کیا کریں گے۔

بادشاہ نے ایک آدمی پہلے بھیجا کہ جا کر تالا کھولے اور پٹی وغیرہ ہم بعد میں آ کر کاٹیں گے۔ اندر تعفن اور بو پھیلی ہوئی تھی وہ فوراً واپس بھاگا کہ اگر اسی حالت میں بادشاہ سارے مہمانوں سمیت آ گیا تو بڑی رسوائی ہوگی۔ بادشاہ کے پاس جا کر کہا۔ ''بادشاہ سلامت! یہیں سے گھر واپس چلے جاؤ، افتتاح وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے'' بادشاہ نے کہا:۔ ''تو کون ہے مجھے افتتاح سے روکنے والا! میں نے کعبہ بنایا ہے۔ میں نے ہی آج اس کا افتتاح کرنا ہے'' وہ کہنے لگا ''بادشاہ سلامت! افتتاح تو کوئی آپ سے پہلے ہی کر چکا ہے اب آپ کے افتتاح کی ضرورت نہیں ہے''

بادشاہ کو بڑا غصہ آیا اور کہنے لگا ''کون ہے وہ شخص؟ جو مجھ سے پہلے افتتاح کر گیا ہے۔ میں کعبہ بنانے والا ہوں افتتاح میں ہی کروں گا۔ باقاعدہ اس پر چڑھاوے چڑھائے جائیں گے'' آدمی نے کہا:۔ ''جناب! جو چڑھاوا چڑھا ہوا ہے وہ آپ جا کر دیکھیں تو توبہ کر لیں کہ میں نے کعبہ بنایا ہی کیوں تھا؟''

بادشاہ نے آ کر سارا منظر دیکھا۔ بڑی رسوائی ہوئی۔ غصہ سے لال پیلا ہو گیا۔ کہنے لگا

''بھئی! یہ حرکت کس کی ہے؟ فوراً اسے تلاش کر کے ہمارے سامنے پیش کیا جائے''
لوگوں نے کہا'' مکہ کا ایک آدمی تھا، وہی اس عمارت کے بارے میں پوچھ رہا تھا، اسی کی یہ حرکت ہوسکتی ہے''
بادشاہ نے قسم اٹھالی کہ میں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا۔ جب تک مکہ کے کعبہ کو گرانہ دوں۔ چنانچہ اس نے بڑے زور وشور سے تیاری کرلی اور ہاتھیوں کا لشکر لے کر وادی محصر میں آگیا جو منی اور مزدلفہ کے درمیان ہے۔ وہاں ڈیرہ لگالیا۔ اب تو خیر وہ وادی ختم ہوچکی ہے۔ اس کا نام ونشان مٹادیا ہے۔ پہلے دونوں طرف بورڈ لگے ہوتے تھے۔ کہ یہ وہ جگہ ہے، جہاں ابرہہ اور اس کے لشکریوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا تھالہذا یہاں سے جلدی گذر جاؤ کیونکہ عذاب والی جگہ سے جلدی سے گذر نے کا حکم ہے اور جہاں اللہ کی رحمت برس رہی ہو وہاں آرام سے بیٹھنے کا حکم ہے۔ بہر حال وہ وادی محصر میں ڈیرہ لگا کر بیٹھ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ ہمارا رعب و دبدبہ والا لشکر دیکھ کر قریش مکہ ڈر جائیں گے اور خود بخود بات چیت کرنے کے لئے آئیں گے۔
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا۔ آپ نے اپنی قوم کو اکٹھا کیا، قوم جیسے ہی اکٹھی ہوئی۔ حضرت سیدہ طیبہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک نور چمکا اور کعبہ پر وہ نور پڑا۔ کعبہ روشن ہوگیا۔
حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قوم سے فرمانے لگے'' آرام سے اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ'' قوم نے عرض کی'' اے ہمارے سردار! آپ نے ہمیں بلایا، اب واپس لوٹنے کا حکم دے رہے ہیں۔ آخر وجہ کیا ہے؟'' آپ فرمانے لگے'' میں نے بلایا تو اس لئے تھا کہ دشمن کعبہ کو گرانے آیا ہے، ہمیں کوئی تیاری کرنا چاہئے''

تم نے یہ نور چمکتا ہوا دیکھ لیا ہے۔ یہ نور اس بات کی دلیل ہے۔ کہ رب کعبہ فرما رہا ہے کہ تمہیں کعبہ کی حفاظت کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کعبہ کا مالک میں ہوں۔ اس کی حفاظت بھی میرا ذمہ ہے"

ادھر ابرہہ نے حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ تعالی عنہ کے اونٹ پکڑ لئے۔ آپ ابرہہ کے پاس گئے اور اپنے اونٹوں کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ ابرہہ کہنے لگا "اے عبدالمطلب! تجھے اونٹوں کی فکر پڑی ہے پتہ نہیں! میں کس مقصد کے لئے آیا ہوں۔ میں کعبہ گرانے کے لئے آیا ہوں۔ تمہیں کعبہ کی کوئی فکر نہیں ہے؟" آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے بڑی متانت کے ساتھ جواب دیا اور فرمایا "اونٹ میرے ہیں، ان کا عارضی مالک میں ہوں لہذا مجھے اپنے اونٹوں کی فکر ہے۔ ان کی حفاظت میں نے کرنی ہے۔ میرے اونٹ میرے حوالے کردے۔ ہمت ہے تو کعبہ پر حملہ کرکے دیکھ لے، کعبہ والا خود اپنے کعبہ کی حفاظت کرے گا"

ابرہہ سمجھا شاید اسے ہماری طاقت کا اندازہ نہیں ہے۔ اس لئے ہمارے رعب میں نہیں آیا۔ فوراً نوکر بلایا اور کہا "ذرا عبدالمطلب کو لے جا اور سارا لشکر دکھا اور سارے ہاتھی دکھا۔ پہلے چھوٹے ہاتھی دکھانا پھر آخر میں سب سے بڑے ہاتھی محمود نامی کے پاس لے جانا جو اتنا سرکش ہے کہ اس نے کبھی اپنے مالک بادشاہ کے سامنے سر نہیں جھکایا، وہ ہاتھی دکھانا تا کہ اسے ہماری طاقت کا اندازہ ہو" نوکر نے سوچا کہاں انہیں ادھر ادھر پھراؤں گا وہ سیدھا آپ کو محمود نامی بڑے ہاتھی کے پاس لے گیا۔ آپ کو ہاتھی کے قریب کرکے وہ خود پیچھے ہٹ گیا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالی عنہ ہاتھی کے قریب ہو گئے۔ ہاتھی آپ کو دیکھ کر فوراً کھڑا ہو گیا۔ نوکر تو دیکھتے ہی رفو چکر ہو گیا

ہو گیا کہ اب ہاتھی حملہ کرے گا، میں بھی ساتھ مارا جاؤں گا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے خوف کھڑے رہے۔ ہاتھی پہلے کھڑا ہوا۔ پھر آگے بڑھا اور اپنا سر حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں پر سجدے میں رکھ دیا۔ اور اللہ کی بارگاہ میں زبان حال سے کہنے لگا، ''مولیٰ! آج میری کتنی سعادت ہے کہ تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے داداجان کی زیارت نصیب ہوگئی ہے، ان کے قدموں میں سر جھکانے کا موقع مل گیا ہے۔ کاش! آج مجھے قوت گویائی مل جائے تو میں بھی اپنے جذباتِ عقیدت کا اظہار کردوں'' اللہ تعالیٰ نے اسے قوت گویائی بخشی۔ امام قسطلانی شارح بخاری علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا کہ اس ہاتھی نے زبان سے کہا:۔

اَلسَّلَامُ عَلَی النُّورِ الَّذِیْ فِیْ ظَهْرِکَ یَا عَبْدَالْمُطَّلِب [1]

---

[1] مدارج النبوت صفحہ ۹۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس واقعہ کے وقت تو نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پھر سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منتقل ہو کر سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم اطہر میں جلوہ فرما ہو چکا تھا لہذا یہ کہنا کیسے صحیح ہوا کہ وہ نور حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پشت کے اندر جلوہ فرما ہے۔ جواباً عرض ہے کہ اگرچہ وہ نور منتقل ہو چکا تھا مگر اس کی شعاعیں ابھی تک ظہرِ عبدالمطلب میں جگمگا رہی تھیں۔ جس طرح شام کو آفتاب غروب ہو جاتا ہے مگر بعد میں بھی اس کا اثر باقی رہتا ہے اور دیکھنے والا محسوس کرتا ہے کہ آفتاب کو منتقل ہوئے اور غروب ہوئے ابھی تھوڑا عرصہ گذرا ہے۔ اس دنیاوی آفتاب کا یہ عالم ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو آفتاب نبوت ہیں اور تمام انوار کا منبع و مرکز ہیں۔ مہر و ماہ آپ کے در سے ہی نور کا فیضان حاصل کرنے والے ہیں تو آپ کا نور اگرچہ سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منتقل ہو چکا تھا مگر ابھی تک اس کا فیضان، اثر اور روشنی باقی تھی۔ ہاتھی کو بھی صاف پتہ چل رہا تھا کہ سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نور کا محل رہ چکے ہیں۔ لہذا وہ پکار اٹھا۔ السلام علی النور الذی فی ظهرک یاعبدالمطلب ۱۲۔ رضوی غفرلہ

''اے عبدالمطلب ! وہ نور جو تیری پشت کے اندر جلوہ فرما ہے، اس نور پر میرا سلام ہو''
حیوان بھی سمجھتا ہے کہ نبی پاک کے آباؤ اجداد میں جو نور منتقل ہوتا چلا آرہا ہے وہ نبی
پاک کا نور ہے اور وہ اس نور کی تعظیم کررہا ہے اور اسے سلام پیش کررہا ہے۔

نورانیت کے جلوے

الحمدللہ ! آپ حضرات خوش نصیب ہیں کہ آپ کا عقیدہ قرآن وسنت کے
عین مطابق ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت نور ہے اور حضرت سیدہ آمنہ
طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک جو منتقل ہوتا آیا، وہ آپ کا نور تھا۔ آپ کے والد گرامی
ہوں، دادا جان ہوں، پردادا جان ہوں، ہر ایک نے اس نور کی جھلکیں دیکھیں۔ جب
وہ اندھیرے میں چلا کرتے تھے تو روشنی ہو جایا کرتی تھی۔ دیواریں چمک اٹھا کرتی
تھیں۔ یہ سب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کی علامتیں ہیں۔

شانِ بشریت احسان خداوندی

ہمارا عقیدہ ہے کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی اور
آپ سیدہ آمنہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں جلوہ فرما ہوئے تو بے مثل
اور کامل بشر بن کر جلوہ فرما ہوئے۔ آپ کی نورانیت بھی حق ہے۔ آپ کی بشریت بھی
حق ہے۔ جب آپ بشر بن کر تشریف لائے تو آپ کی نورانیت ختم نہیں ہوئی کیونکہ
آپ صرف بشروں کے لئے رسول بن کر نہیں آئے بلکہ نورانیوں کے لئے بھی رسول
بن کر آئے ہیں۔
جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل اور دیگر تمام ملائکہ اور حوروں کے بھی رسول بن

رہے ہیں۔ اگر صرف بشر ہی رہ جاتے تو نوری آپ سے کیسے فیض حاصل کر سکتے؟ لہذا نورانیت بھی برقرار رہی۔ آپ کی اولیت اور حقیقت نور ہے اور ہمارے فائدہ کے لئے ،ہم پر احسان فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو لباس بشری عطا فرمایا تا کہ ہم بشر بھی آپ سے فیض حاصل کر سکیں۔ اس لئے آپ کی ولادت بھی شان بشریت میں ہے اور آپ کی بعثت بھی شان بشریت میں ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے احسان جتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْبَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلاً مِنْ اَنْفُسِهِمْ

”تحقیق اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان فرمایا کہ ان میں اپنا رسول مبعوث فرمایا“

یہ نہیں فرمایا کہ میرا تم پر بڑا احسان ہے۔ میں نے اپنے محبوب کو پیدا فرمایا کیونکہ آپ کی تخلیق تو نورانی کیفیت میں تھی بلکہ فرمایا کہ میرا تم پر بڑا احسان ہے کہ میں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے اندر مبعوث فرمایا، بے مثل اور کامل بشر بنا کر مبعوث فرمایا لوگو! میرا تم پر کتنا عظیم احسان ہے کہ میں نے صرف اور صرف تمہارے فائدے کے لئے اور تمہاری ہدایت کے لئے اپنے نور محبوب کو بے مثل بشر بنا کر بھیج دیا۔ اگر نورانی حالت میں محبوب تشریف لاتے تو تمہیں دیکھنے کی بھی تاب نہ ہوتی۔

ایک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

عقل را قربان کن ----

الحمد للہ! ہمارا عقیدہ ہے کہ سرکار کی نورانیت بھی حق اور بشریت بھی حق لیکن وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری عقل میں نہیں آتا کہ نورانیت و بشریت دونوں اکٹھی کیسے

ہو گئیں؟ یہ تو ضدیں ہیں، ضدیں اکٹھی نہیں ہو سکتیں جو نور ہوتا ہے وہ بشر نہیں ہو سکتا جو بشر ہوتا ہے وہ نور نہیں ہو سکتا۔ جبرائیل نور ہیں، بشر نہیں۔ ہم بشر ہیں، نور نہیں۔ لہذا نورانیت وبشریت اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ عقل اسے تسلیم نہیں کرتی۔ قرآن پاک سے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی اولیت ثابت ہے۔ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے ارشاد فرمایا:۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۔ [1]

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کہلوایا گیا کہ میں سب سے پہلے اللہ کو ماننے والا، سب سے پہلے اسلام لانے والا ہوں تو آپ کی اولیت حق ہے، جب اولیت حق ہے تو نورانیت بھی حق ہے مگر وہ کہتے ہیں کہ عقل میں نہیں آتا کہ نور و بشر اکٹھے کیسے ہو گئے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

یٰاَیُّهَاالنَّاسُ قَدْ جَآءَ کُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ [2]

”اے لوگو! تحقیق تمہارے پاس میرا محبوب برہان بن کر تشریف لایا“

برہان، معجزہ کو کہتے ہیں۔ معجزہ وہی ہوتا ہے جو عقل میں نہ آسکے اور عقل کو عاجز کر دے۔ ارے! عقل کے اندھے! تو اپنی چھوٹی سی عقل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان کو جانچنا اور پرکھنا چاہتا ہے۔ علامہ اقبال نے کہا ہے۔ ارے پگلے!

عقل را قربان کن بہ پیش مصطفیٰ | آبروئے ما ز نام مصطفیٰ

---

[1] ۔ سورۃ الانعام پارہ ۸ آیت نمبر ۱۶۳
[2] ۔ سورۃ النساء پارہ ۶ آیت ۱۷۴

عقل کو نبی پاک کے قدموں پر قربان کردے۔ عقل میں آئے یا نہ آئے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو تسلیم کر لینا اسی کا نام ایمان ہے۔

نورانیت وبشریت جمع

یہ لوگ کہتے ہیں کہ نورانیت وبشریت جمع نہیں ہوسکتیں۔ ان سے پوچھو! تیری آنکھ جس سے تو دیکھتا ہے یہ نور ہے یا نہیں اور تو بشر ہے۔ تیرے اندر اللہ تعالیٰ نے نور رکھ دیا ہے۔ کئی آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کی آنکھیں موٹی موٹی ہوتی ہیں لیکن ان میں نور نہیں ہوتا اور انہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ کوئی آدمی اندھا ہو جائے تو لوگ کہتے ہیں کہ اس کی آنکھوں کا نور چلا گیا۔ جو خدا تیرے اندر، آنکھوں میں نور رکھ سکتا ہے، وہ اپنے محبوب کے جسم میں نور نہیں رکھ سکتا؟

سایہ نہیں تھا

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں یہی وجہ ہے کہ جب آپ چلتے تھے تو آپ کا سایہ نہیں ہوتا تھا خود تیرے مولوی نے لکھا ہے امداد السلوک اٹھا کر دیکھو اس میں ہے۔

بتواتر ثابت شدہ کہ آنحضرت عالی سایہ نداشتند

''تواتر سے ثابت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا''

اس نے لکھا ہے کہ تواتر سے ثابت ہے۔ قرآن مجید بھی تواتر سے ثابت ہے المنقول عنہ نقلا متواترا کہ قرآن پاک نقل متواتر کے ساتھ منقول ہے لہذا قرآن پاک کی زیر زبر میں بھی شک کرنا کفر ہے تو مولوی نے لکھا کہ قرآن پاک کی طرح

تواتر سے ثابت ہے کہ آپ کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا۔

وظاہر است بغیر نور ہمہ اجسام ظل میدارند [1]

''اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ نور کے علاوہ تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں''

جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا تو پتہ چلا کہ آپ نور تھے اور لباس بشری پہن کر تشریف لائے مگر وہ لباس بشری اتنا لطیف ہے کہ اس کا سایہ تک نہیں ہے۔ سایہ نہ ہونا آپ کی نورانیت کی دلیل ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے، نہ سایہ نور کا

میرا تو سایہ ہے مگر سایے کا سایہ نہیں ہوتا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ تو اللہ تعالیٰ کا ظل رحمت ہیں، اس لئے آپ کا سایہ نہیں اور آپ نور ہیں، اس لئے آپ کا سایہ نہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ ہونا، آپ کی نورانیت کی دلیل ہے۔ جو محض بشر ہو اسکا سایہ ہوتا ہے اور جس میں بشریت و نورایت جمع ہوں تو کتنی بھی روشنی کیوں نہ ہو، وہ روشنی اس کے جسم سے چھن چھن کر آگے چلی جائے گی مگر سایہ نہیں ہوگا۔

جمالِ بے مثال

اللہ تعالیٰ نے سرکار میں نورانیت بھی رکھی اور بشریت بھی رکھی مگر بشریت بھی بے مثال ہے۔ سرکار خود ارشاد فرماتے ہیں:۔

---

[1] ۔امداد السلوک صفحہ ۸۵

جَمَالِیْ مَسْتُوْر'' عَنْ اَعْیُنِ النَّاسِ غَیْرَۃً مِنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ۱؎

''میرا حسن لوگوں کی نگاہوں سے چھپالیا گیا ہے، اللہ رب العزت کی غیرت کی بنا پر''

اللہ رب العزت کو غیرت آتی ہے کہ جس طرح میں محبوب کو دیکھتا ہوں کوئی اور محبوب کو اس طرح نہ دیکھے۔ محبت کا تقاضا یہی ہوتا ہے لیکن کرم فرمایا کہ محبوب کو بھیج بھی دیا اور بھیجا اس شان سے کہ ہر کوئی دیکھ سکے اور فائدہ بھی حاصل کر سکے۔ شان بشریت کے ساتھ بھیجا اور فرمایا کہ اگر محبوب کے جمال پر جو ستر ہزار پردے پڑے ہوئے ہیں، ان میں سے کوئی پردہ اٹھادیا جائے تو لَمَا اَطَاقَتْ اَعْیُنُنَارُؤیَتَہٗ ۲؎ ''ہماری آنکھوں میں آپ کے دیدار کی طاقت باقی نہ رہے''

سیدہ عائشہ کی سوئی

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ میں گھر میں بیٹھی سوئی سے کپڑا سی رہی تھی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف فرمانہ تھے۔ اچانک چراغ بجھ گیا اور سوئی گم ہوگئی۔ بڑی فکر ہوئی کہ سرکار تشریف لانے والے ہیں۔ سوئی گری ہوئی ہے۔ کہیں آپکے جسم انور کو نہ لگ جائے، جس سے آپ کو تکلیف ہو۔ اچانک سرکار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ جانتے ہیں نا! کہ میری رفیقہ حیات پریشان ہے۔ آپ تشریف لائے۔ آپ نے کھڑے ہو کر تبسم جو فرمایا تو ایسی روشنی نکلی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

۱؎۔ الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صفحہ ۷

۲؎۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۴ صفحہ ۷۱

پھر سارا گھر روشن ہو گیا۔ میں نے روشنی میں سوئی تلاش کر لی۔ ۱

معلوم ہوا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو ایک آدھا پردہ ہٹا کر جلوہ بھی کروا سکتے ہیں۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے　　　دیدۂ کور کیا آئے نظر کیا دیکھے

دیدار مصطفیٰ

آج ہر کوئی کہتا ہے میں ان کا دیدار کرنا چاہتا ہوں۔ ارے! تو مانتا ہی نہیں ہے تو تجھے کیسے نظر آئیں گے؟ پہلے مان اور ماننے کے بعد پھر نگاہ کو پاکیزہ کر! خدا کی قسم! آج بھی وہ لوگ موجود ہیں، جو ان نگاہوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرتے ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے جاگتے ہوئے بہتر سے زیادہ دفعہ سرکار کا دیدار کیا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ہندوستان میں اپنے گھر بیٹھ کر روزانہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیا کرتے تھے۔ شیخ ابوالعباس مرسی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:۔

لَوْ حُجِبَ عَنِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم طَرْفَةَ

عَیْنٍ مَاعَدَدْتُ نَفْسِی مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۲

"اگر ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نظر نہ آئیں تو میں اپنے آپ کو مسلمان شمار نہیں کروں گا، میرا اسلام اور ایمان یہ ہے کہ ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال میری نگاہوں کے سامنے ہے"

۱:۔ الخصائص الکبری جلد اول صفحہ ۱۵۶　　۲:۔ الطبقات الکبری جلد دوم صفحہ ۱۴

رسول نما

سندھ میں کراچی کے اندر ہمارے ایک عالم رہتے ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ یہ واقعہ سنایا کہ سندھ میں حضرت خواجہ حسن رسول نما رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف ہے۔ وہاں ہم نے حاضری دی ہے۔ انہیں رسول نما کہتے تھے۔ رسول نما کا معنی ہے حضور کی زیارت کروانے والا۔ جو بھی ان کے پاس حاضر ہوتا اور ان کی شرط پوری کر دیتا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کروادیا کرتے تھے۔ ان کی شرط کیا ہوتی تھی؟ کسی کو کہتے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اپنی ساری جائیداد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں میں تقسیم کر دے تاکہ تیرے عمل سے ثابت ہو جائے کہ تجھے مال سے اتنی محبت نہیں، جتنی سرکار سے محبت ہے۔ وہ اپنی ساری جائیداد تقسیم کر دیتا۔ ان کے پاس آتا۔ وہ دعا کر دیتے۔ روحانی تصرف فرماتے اور جاگتے ہوئے اس شخص کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کروادیتے۔ کوئی آتا تو اسے فرماتے کہ کثرت سے درود پاک پڑھا کر اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں رویا کر۔ اس لئے کہ جو آنکھ سرکار کی محبت میں رونے والی ہوتی ہے، سرکار اس پر بھی کرم فرمادیتے ہیں۔ اور اسے بھی زیارت سے مشرف فرمادیتے ہیں۔

ایک دن آپ کی اہلیہ محترمہ آپ سے کہنے لگی "حضور! اتنا عرصہ ہو گیا، آپ کی خدمت کرتے ہوئے، آپ کی خدمت کرتی ہوں آپ کی اولاد کی خدمت کرتی ہوں، آپ کی نوکرانی ہوں، آپ کے مہمان آتے ہیں، ان کے لئے کھانا پکاتی ہوں۔ کبھی مجھ پر بھی تو کرم ہو جائے کہ مجھے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو جائے"

آپ نے فرمایا۔

''اچھا! تو بھی زیارت کرنا چاہتی ہے؟ چلو کل تمہیں سرکار کی زیارت کروادیں گے''۔

آپ نے جب یہ بات کہی تو مائی صاحبہ بڑی خوش ہوگئیں کیونکہ انہیں تو یقین تھا، گھر والی تھیں، پتہ تھا کہ کتنے آئے ہیں اور زیارت کر کے چلے گئے ہیں، نئے آدمی کو تو شک ہوتا ہے، پتہ نہیں زیارت ہوگی یا نہیں ہوگی؟ اسے تو یقین تھا لہذا وہ خوشی سے پھولی نہ سمائی۔ صبح کے وقت نہا دھو کر نئے کپڑے پہن کر، کجل وغیرہ لگا کر اس طرح بن سنور کر بیٹھ گئی جیسے کوئی دلہن ہوتی ہے۔

حضرت صاحب نے دیکھا کہ یہ تو خوش خوش نظر آتی ہے۔ روتی ہوئی نظر نہیں آتی۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی کرم نوازی تو تب ہوگی کہ یہ سرکار کے فراق اور محبت میں روئے اور یہ تو خوش ہے لیکن ان کی خوشی اپنی جگہ بجا تھی۔ انہیں یقین تھا کہ یہ میرے خاوند ہیں، میرے ساتھ وعدہ فرمالیا ہے اور کتنوں کو زیارت کروائی ہے، مجھے بھی زیارت کروائیں گے۔

حضرت صاحب نے ایک تدبیر سوچی۔ مائی صاحبہ کے بڑے بھائی کو بلایا۔ وہ فورا حاضر ہوگئے۔ فرمایا:۔

''بہن کی حالت دیکھی ہے؟ اس بڑھاپے میں بن سنور کر بیٹھی ہے کسی یار کو ملنے کے لئے''

بھائی تو آگ بگولا ہوگیا اور اس کے پاس گیا اور کہا:۔

''یہ آج بن سنور کر، کجل لگا کر، دلہن بن کر کس لئے بنی بیٹھی ہے؟''

انہوں نے جواب ہی یہ دیا کہ آج مجھے یار کا دیدار ہونا ہے، آج میں یار کی ملاقات کے لئے بیٹھی ہوں۔

بھائی نے سمجھا کہ شاید کسی دنیاوی یار کے لئے بیٹھی ہے۔اس نے ڈنڈا اٹھایا اور پیٹنا شروع کر دیا۔ مائی صاحبہ کو جب ڈنڈے لگے تو حیران ہو گئیں کہ آج مجھے ڈنڈے کس لئے لگ رہے ہیں؟ آخر رونے لگ گئیں۔ روتے روتے نڈھال ہو گئیں اور جیسے روتے روتے نڈھال ہوئیں، سرکار نے زیارت سے مشرف فرمادیا۔اب تو ساری مار اور درد وغیرہ ختم ہو گئے۔ مقصود جو پورا ہو گیا۔اپنے خاوند کے سامنے آ ئیں ہاتھ جوڑ کر کہنے لگیں:۔

''حضور! جب زیارت کروانی تھی تو پٹوایا کیوں؟''

آپ نے فرمایا:۔

''اللہ کی بندی! رحمت کا پانی ہمیشہ نیچی جگہ پر آیا کرتا ہے۔سرکار کو عجز انکساری بڑی پسند ہے۔رونا بڑا پسند ہے۔ تسبیح کرنے والوں کی تسبیح اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند نہیں، جتنا گنہ گار کا رونا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے تو توکل سے ایسے بنی سنوری بیٹھی تھی کہ رونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ میں نے سوچا کہ جب تک روئے گی نہیں، کرم نہیں ہوگا، چلو اسے رلانے کے لئے کوئی بہانہ بنائیں، مجھے معاف کر دینا! میں نے تو بہانہ بنایا تھا کہ کسی طرح تجھے بھی دیدار یار نصیب ہو جائے''

الغرض سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کرم فرماتے ہیں اور خوش نصیبوں کو دیدار ہوتا ہے۔سرکار نے خود فرمایا ہے:۔

مَنْ رَّاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَۃِ [1]

''جو مجھے خواب میں دیکھے گا وہ جاگتے ہوئے بھی میرا دیدار کرے گا''

---

[1] صحیح البخاری جلد دوم صفحہ ۱۰۳۵

محدثین فرماتے ہیں۔ کہ اگر کسی کو جاگتے ہوئے دیدار نہ ہوتو سرکار کا وعدہ ضرور سچا ہے۔ اسے مرتے وقت سرکار دیدار سے مشرف فرمائیں گے۔

میں عرض کرر ہا تھا کہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے فرمایا:۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْبَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا

"اے ایمان والو! میرا تم پر کتنا بڑا احسان ہے کہ میرا وہ محبوب جو میرے نور کی تجلی اول ہے اور میں نے اسے سب سے پہلے نور بنایا۔ میں نے اس نور محبوب کو بشری لباس پہنا کر تمہارے اندر بھیج دیا تا کہ تم اس سے ہدایت حاصل کرسکو"

اب یہ احسان اور کرم کس لئے ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے کھا کر سنت بنائیں۔ پی کر سنت بنائیں۔ پہن کر سنت بنائیں۔ شادیاں کریں اور اس کو سنت بنائیں۔ تمام امور کو ہمارے لئے سنت بنادیں۔ اور ہمارا کام یہ ہے کہ ہم جو نبی پاک کے میلاد کی خوشی منانے والے ہیں۔ ٹھیک ہے ہم خوشی اور مسرت کا اظہار بھی کریں۔ سرکار کی نعتوں کے ترانے بھی گنگنائیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میلاد کا حق تب ادا ہوگا، جب اپنے آپ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں میں ڈھال لیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا تم پر بڑا احسان ہے کہ میں نے اپنا محبوب تمہارے اندر بے مثل بشر اور رسول بنا کر بھیجا ہے، صرف اس لئے کہ تم اس سے راہ نمائی حاصل کرلو۔

انسان مقلد ہے

انسان طبعی اور فطری طور پر مقلد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ انسان چاہتا ہے کہ میں کسی کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگوں۔ اس کی طبعیت ہی یہ چاہتی ہے کہ میں کسی

کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگ لوں۔ کسی کے عادات واطوار اور خصائل کو میں اپنا لوں۔ میری شکل وصورت، میرا اٹھنا بیٹھنا، میرا اوڑھنا، بچھونا، میری گفتار وکردار یہ سب کچھ کسی کے عادات واطوار کی طرح ہونا چاہئے۔ یہ انسان کی طبعیت کا تقاضا ہے حیوان میں یہ بات نہیں ہے۔آپ میانچوں کی کوئی بھینس پکڑ کر اسے انگلینڈ پہنچادیں تب بھی اس کی وہی بولی ہوگی جو یہاں بولتی ہےاور وہاں بھی وہی خوراک کھائے گی جو یہاں کھاتی ہے۔ یہاں کا کوئی کبوتر پکڑ کر آپ مدینہ شریف بھیج دیں، وہاں جا کر وہ عربی نہیں بولنا شروع کر دے گا، وہی بولی بولے گا جو یہاں بولتا ہے۔خوراک بھی وہی ہوگی جو یہاں کھاتا ہے۔لیکن کوئی ان پڑھ آدمی آپ انگلستان بھیج دیں۔ایک سال بعد دیکھیں وہ انگریزی بھی بولنے لگ جائے گا اور پینٹ، پتلون، شرٹ وغیرہ بھی پہننا شروع کر دے گا اور ساری شکل وصورت وہی بنالے گا جو انگریزوں کی ہوتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ سال بعد آپ سے پہچانا بھی نہ جاسکے کہ یہ کوئی انگریز ہے یا ہمارے ملک سے ہی گیا ہوا آدمی ہے۔

آدمی کی طبیعت میں یہ بات ہے کہ وہ دوسرے کے رنگ کو اپناتا ہے۔ یہاں سے لوگ سعودی عرب کام کرنے کے لئے جاتے ہیں تو انہی کی بولی عربی بولنے لگ جاتے ہیں ان کی طرح لمبا کرتا توپ پہن لیتے ہیں۔ کئی تو سوچتے بھی نہیں کہ یہ اچھا لگتا ہے یا نہیں تو وہ سر پر رومال رکھ کر وہ رسہ سا بھی باندھ لیتے ہیں اور کئی ایسے بے وقوف ہوتے ہیں کہ وہاں جا کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ داڑھی چھوڑ کر ان کی طرح داڑھی رکھ لیتے ہیں کہ ٹھوڑی پر تھوڑی سی داڑھی ہوتی ہے۔ ادھر ادھر سے منڈوا دیتے ہیں اور مونچھیں اس طرح رکھ لیتے ہیں جیسے دو مکھیاں بیٹھی ہوئی ہوں۔

عجیب اور مکروہ سی شکل بنا لیتے ہیں حالانکہ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے
مذاق ہے لیکن چونکہ انسان کی طبیعت میں تقلید ہے اور وہ دوسرے کے رنگ کو اپنے
اوپر چڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے وہ لوگ اپنی کم عقلی کی وجہ سے صحیح تقلید کی
بجائے غلط تقلید شروع کر دیتے ہیں۔

انسان اور حیوان میں بس یہی فرق ہے کہ انسان مقلد ہے اور حیوان غیر مقلد ہے کہ
کسی کی تقلید نہیں کرتا۔ اب انسان کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ جل
جلالہ وعم نوالہ نے انسان کو پیدا کیا۔ انسان کی طبیعت بنائی تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ
انسان اور یہ میرا بندہ اپنے آپ کو کسی نہ کسی کے رنگ میں رنگے گا۔ یہ اپنے اندر کسی نہ
کسی کی عادات واطوار کو اپنائے گا تو اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اپنے نور نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو بے مثل اور کامل بشر بنا کر ہمارے اندر مبعوث فرما دیا اور فرمایا۔ کہ اے
ایمان والو! تم پر میرا بڑا احسان ہے کہ اب اگر تم نے رنگ چڑھانا ہے تو اپنے اوپر
میرے محبوب کا رنگ چڑھاؤ۔ اگر عادتیں اپنانی ہیں تو میرے محبوب کی عادتیں اپناؤ۔

تصویر مصطفیٰ

کسی نے سوال کیا ہے کہ شواہد النبوت میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم
کی ولادت سے پہلے تیس واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں سے دو واقعات میں
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ سے قبل مبعوث ہونے والے انبیاء کرام اور سیدنا
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصاویر کا بیان ہے۔ اس میں کیا حقیقت ہے؟
یہ صحیح ہے کہ اس روایت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ تصاویر بنانا بندے کے لئے حرام

ہے، اللہ تعالیٰ کے لیے حرام نہیں۔ وہ تصاویر کسی بندے کی بنی ہوئی نہیں تھیں۔

روایت میں آتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے ہی وہ لوگ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا علم رکھتے تھے، وہ باقاعدہ منتظر ہوا کرتے تھے کہ پتہ چلے کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو گئے ہیں یا نہیں۔ ایک کمرہ تھا جس کے نیچے تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ اوپر بھی تصاویر بنی ہوئی تھیں اور وہ تصاویر قدرت کی طرف سے بنی ہوئی تھیں۔ چنانچہ مکہ سے جو آدمی بھی ادھر جاتا۔ وہ پوچھتے۔ احرمی انت؟ ''تو حرم سے آرہا ہے یا کہیں باہر سے آرہا ہے؟'' اگر وہ کہتا کہ میں حرم کا رہنے والا نہیں ہوں، باہر کا رہنے والا ہوں تو اس سے وہ گفتگو نہ کرتے اگر وہ حرم سے آتا تو اس سے وہ سوال کرتے۔

جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب وہاں گیا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا۔

احرمی انت؟ کیا تو حرمی ہے؟

میں نے کہا:۔

''ہاں'' ''میں حرم سے ہی آیا ہوں''

وہ مجھے کمرے میں لے گئے اور مجھ سے کہنے لگے:۔

''یہ تصاویر دیکھ رہے ہو؟ ان میں سے کسی تصویر والا شخص مکہ میں پیدا ہوا ہے؟''

وہ ساری تصاویر انبیاء کرام علیہم السلام کی تھیں میں نے کہا:۔

''نہیں''

وہ مجھے اس سے اوپر والے کمرے میں لے گئے۔ وہاں لے جا کر تصاویر دکھائیں۔

چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو چکے تھے۔ اس لئے میں نے فوراً پہچان لیا۔ سامنے چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر بنی ہوئی تھی اور سرکار کی تصویر کے ساتھ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصویر ایسے بنی ہوئی تھی کہ وہ سرکار کے قدموں میں جھکے ہوئے تھے۔ میں نے دیکھا اور سرکار کو پہچان لیا۔ اب انہوں نے پوچھا۔

''ان میں سے کوئی ہے؟

میں نے کہا۔

''ہاں! یہ جو سامنے تصویر بنی ہوئی ہے یہ شخص مکہ میں پیدا ہو چکے ہیں''

انہوں نے کہا۔

''الحمدللہ! آخر الزمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہو چکے ہیں''

میں نے پوچھا۔

''یہ ساتھ کون ہیں؟ جو بڑے ادب کے ساتھ سامنے جھکے ہوئے ہیں''

انہوں نے بتایا کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں، جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے خلیفہ ہوں گے۔ [1]

یہ تصویریں کس نے بنائی تھیں یہ کسی انسان نے نہیں بنائی تھیں بلکہ قدرت کی طرف سے وہ تصویریں اس میں بن گئی تھیں اور تصاویر کا حکم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں ممنوع ہے۔ ورنہ تابوت سکینہ جس کا قرآن پاک میں ذکر ہے۔ اس میں بھی انبیاء کرام کے تبرکات کے ساتھ تصاویر موجود تھیں۔ الغرض ان واقعات کا

[1] ۔ شواہد النبوت رکن اول

انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا منہ بولتا ثبوت ہیں میں یہ عرض کر رہا تھا کہ انسان مدنی الطبع اور مقلد ہے۔ اپنے آپ کو کسی نہ کسی کے رنگ میں رنگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لباس بشریت پہنا کر بھیج دیا اور فرمایا:۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ [1]

''تمہارے لئے رسول پاک کی پیروی میں بہترین نمونہ ہے''

تم نے اگر اپنے آپ کو رنگنا ہے تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں میں اپنے آپ کو رنگو۔ اپنے اوپر سرکار کا رنگ چڑھاؤ۔ وہ عادات واطوار اپناؤ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں کر کے دکھائیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں:۔

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ [2]

''میری بعثت اس لئے ہوئی کہ میں تمہیں اچھے اخلاق سکھا جاؤں''

تصویر کے دونوں رخ حق

اللہ تعالیٰ نے تو ہم پر احسان فرمایا کہ اپنے نور محبوب کو بے مثل بشر بنا کر بھیجا کہ ہم آپ کی سنتیں اپنا سکیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا بدلہ ہمیں یوں ہی دینا چاہیے کہ ہم کہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو نور نہیں ہیں، وہ تو ہمارے جیسے بشر ہیں۔ جیسے ہم کھانے پینے کے محتاج ہیں، وہ بھی اسی طرح کھانے پینے کے محتاج ہیں۔ جیسے ہم شادیاں کرتے ہیں، اسی طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شادیاں کیں، لہذا وہ ہمارے جیسے بشر ہوئے۔ ارے! تمہیں یہ کھانا پینا تو نظر آتا ہے،

---

[1] سورۃ الاحزاب پارہ ۲۱ آیت ۲۱ [2] مشکوۃ المصابیح صفحہ ۴۳۲

کیا یہ نظر نہیں آتا کہ دو دو مہینے لگاتار بغیر کھائے پیے روزے رکھے ہیں۔ جنگ احد میں آپ کے دندان مبارک سے خون نکلتا نظر آتا ہے لیکن شق صدر کے موقع پر سینہ مبارک چاک کیا گیا اور دل باہر نکال لیا گیا، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں سب کچھ دیکھ بھی رہا تھا لیکن خون کا ایک قطرہ تک نہیں نکلا، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کی ہی دلیل ہے، یہ چیز نظر نہیں آتی؟ تصویر کے دونوں رخ دیکھنے چاہئیں۔

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت بھی حق ہے اور بے مثل بشریت بھی حق ہے۔ ہم سرکار کی اولیت اور خلقت پر بھی ایمان رکھتے ہیں، جس کا تقاضا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو نور ماننا ہے سرکار کی ولادت اور بعثت پر بھی ایمان رکھتے ہیں، جس کا تقاضا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مثل اور کامل بشر ماننا ہے۔

دعوت فکر

آپ الگ بیٹھ کر سوچا کریں۔ ہمیں اور سوچ بچار کے لئے تو بڑا وقت ملتا ہے لیکن کبھی اپنی بھلائی کے لئے بھی تو سوچ لیا کریں۔ سونے سے پہلے کم از کم پانچ منٹ مراقبہ کی صورت میں سر نیچے جھکا کر تا کہ کوئی اور تصور ہمارے ذہن میں نہ آئے ہم یہ سوچا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مثل اور کامل بشر بنا کر بھیجا ہے ورنہ

انداز حسینوں کو سکھائے نہیں جاتے — امی لقبی جو ہوں وہ پڑھائے نہیں جاتے
ہر ایک کا حصہ نہیں دیدار کسی کا — بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے

ہمیں تو محبوب صرف دکھایا ہی نہیں بلکہ عطا فرما دیا ہے اور دیکھنے والوں نے دیکھ کر ہمیں سب کچھ بتلا دیا ہے۔ سرکار کی عادات واطوار ہمارے پاس کتابوں میں محفوظ ہیں۔

کیا جس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے، ہم اس مقصد کو پورا کر رہے ہیں اور آپ کی سنتوں کو اپناتے ہیں؟ ہمارا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا اس کے مطابق ہے؟ ہمیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان اور عمل پر یقین ہے؟

کیا ہمیں آپ کے فرمودات پر اتنا یقین ہے، جتنا دوسرے لوگوں کی باتوں پر یقین کرتے ہیں؟

فوجی اپنی جرنیل کی باتوں پر جتنا یقین کرتا ہے، کیا ہم اپنے آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی باتوں پر اتنا یقین کرتے ہیں؟

ایک پارٹی کا ممبر جتنا اپنے لیڈر کے فرمان پر یقین کرتا ہے کہ اس کے کہنے پر ماں باپ چھوڑ دیتا ہے، پارٹی نہیں چھوڑتا۔ برادری چھوڑ دیتا ہے، پارٹی نہیں چھوڑتا ہے۔ کیا ہم نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر اتنا یقین کرتے ہیں؟

آپ گے کہ کہیں کہ میں نہ تو فوجی ہوں، نہ میرا کسی سیاسی پارٹی سے تعلق ہے۔ میں کہوں گا کہ آپ اتنا ہی غور فرمائیں کہ آدمی کبھی نہ کبھی بیمار تو ہو ہی جاتا ہے، کسی پارٹی میں ہو یا نہ ہو۔ فوج میں ہو یا نہ ہو۔ جب آپ بیمار ہوتے ہیں تو حکیم اور ڈاکٹر کی بات پر جتنا یقین کرتے ہیں، آیا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات پر بھی اتنا یقین کرتے ہیں؟

بیماری میں اگر حکیم و ڈاکٹر کہہ دے کہ تیرا علاج آپریشن ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اپنی قینچی بھی لے لے اور پیٹ بھی چاک کر دے۔ سینہ بھی ہمارا چیر دے۔ دل باہر نکال دے حالانکہ وہ پہلے لکھوا لیتے ہیں کہ لکھ کر دو کہ اگر مر گیا تو ہم ذمہ دار نہیں۔ اب حکیم و ڈاکٹر کی بات پر اتنا یقین ہے۔ کیا اتنا یقین نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر بھی ہے؟

یہ ہمیں سوچنا ہوگا!!!

خدا کی قسم! اگر ہمارا یقین نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول اور عمل پر ہوتا تو ہم اپنے عمل سے ثابت کر دیتے کہ ہم اگر اپنا سکتے ہیں تو صرف اور صرف نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول وعمل کو اپنا سکتے ہیں۔ ہم عملی طور پر یہ ثابت کر دیتے تو آج کوئی پریشانی ہمارے قریب نہ آتی۔

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان دو دو کھجوریں کھا کر بھی اتنی مسرت محسوس کیا کرتے تھے اور ان کی اتنی صحت ہوا کرتی تھی کہ آج اچھی اور مرغن غذائیں کھانے والوں کو بھی وہ صحت نصیب نہیں ہے کیونکہ انہیں سرکار کی سنتوں پر عمل کی توفیق نصیب تھی۔

نبی اور ڈاکٹر

اب میں ایک ایک بات ذکر کرنے کی بجائے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ کیسے بنانے کا حکم دیا۔ لباس کیسا پہننے کا حکم دیا۔ وضع قطع کیسی رکھنے کا حکم دیا یہ تفصیلات بیان نہیں کرتا کہ اس میں وقت بہت زیادہ صرف ہوگا۔ صرف اجمالاً

آپ کو دعوت فکر دے رہا ہوں کہ آپ ذرا سوچیں کہ ہم ڈاکٹر اور حکیم کی جتنی بات مانتے ہیں، کیا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت پر ہمیں اتنا یقین ہے؟ حالانکہ ڈاکٹر جو بات کہے گا وہ اپنے تجربہ سے کہے گا۔ اپنے ذہن سے کہے گا۔ انکل سے کہے گا۔ اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو بات کہیں گے وہ اللہ کی وحی سے کہیں گے۔ انکل، اندازہ اور تجربہ یہ تو غلط ہوسکتا ہے لیکن سرکار کا فرمان تو غلط نہیں ہوسکتا۔ ڈاکٹر کے پاس آپ جائیں تو وہ پہلے تو کہیں گے کہ آپ اتنے ٹیسٹ کروا کر لاؤ۔ چار پانچ ہزار کا نسخہ تو بن جائے گا۔ ٹیسٹ کروانے کے بعد آپ پھر جائیں گے تو وہ علاج تجویز کرے گا اور وہ بھی یقینی نہیں۔ کیا پتہ فائدہ دے یا نقصان دے؟ چند دنوں کے بعد پھر اور نسخہ تجویز کرنا پڑے گا۔ مگر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جتنی سنتیں ہیں، نہ ان پر کوئی پیسہ خرچ ہوتا ہے۔ نہ کسی تبدیلی کی نوبت آتی ہے۔ جو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمایا ،اس میں پھر تبدیلی کی کوئی ضرورت نہیں۔ آپ نے کھانا کھانا ہو چمچ کے ساتھ کھائیں چمچ کے کچھ پیسے لگیں گے۔ اگر سنت کے مطابق ہاتھ کی انگلیوں سے کھائیں تو کوئی پیسہ خرچ نہیں ہوتا۔ مفت میں سنت پر عمل ہورہا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظرِ رحمت ہوگی۔ عین ممکن ہے کہ انہیں سنتوں پر عمل کی وجہ سے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی زیارت سے بھی مشرف فرمادیں۔

ڈاکٹر کے اتنے ٹیسٹ کے بعد بھی اس کا تجویز کیا ہوا نسخہ یقینی نہیں۔ اس میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آتا ہے اور عرض کرتا ہے:۔

"حضور! میرے بھائی کے پیٹ میں درد ہے اور دست آ رہے ہیں"

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اِسْقِہِ عَسَلاً

"اسے شہد پلا دے"

کوئی ٹیسٹ نہیں، نبض نہیں دیکھی بلکہ فرمایا اسے شہد پلا دے۔ وہ چلا گیا اور جا کر شہد پلا دیا۔ اس کا درد بڑھ گیا۔ دست بھی زیادہ ہو گئے۔ کوئی اور ہوتا تو کہتا کہ آرام نہیں ہوا، کسی اور حکیم کے پاس جاؤں گر وہ صحابی تھا۔ یقین کامل تھا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور آ کر عرض کی:۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! میرے بھائی کا درد بڑھ گیا ہے اور دست بھی زیادہ ہو گئے ہیں"

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا:۔

اِسْقِہِ عَسَلاً

"اسے شہد پلا دے"

اس نے پھر جا کر شہد پلایا، تکلیف اور بڑھ گئی۔ وہ تیسری مرتبہ پھر حاضر خدمت ہوا عرض کی:۔

"حضور! تکلیف بڑھ گئی ہے"

فرمایا:۔

اِسْقِہِ عَسَلاً

"اسے شہد پلا دے"

اب بھی اسے تردد نہیں واقع ہوا کیونکہ صحابی تھا نا! اسے علم تھا کہ سرکار نے جو نسخہ تجویز فرمایا ہے اس میں تبدیلی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور سرکار نے کوئی تبدیلی بھی نہیں فرمائی۔ کیونکہ پہلے جو نسخہ تجویز فرمایا تھا وہ اپنی طرف سے نہیں تھا مَایَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی والی زبان سے فرمایا۔ چوتھی مرتبہ آ کر عرض کی:۔

''حضور! درد بڑھ گیا ہے دست بہت زیادہ ہیں۔

سرکار جوش میں آ گئے اور فرمایا:۔

صَدَقَ اللّٰہُ وَکَذَبَ بَطْنُ اَخِیْکَ

''اللہ نے سچ فرمایا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے''

اِسْقِہٖ عَسَلاً

''جا پھر جا کر شہد پلا دے''

اس کا بھی یقین کامل تھا۔ پھر جا کر شہد پلا دیا۔ وہ صحابی کہتا ہے کہ پھر جب تک میرا بھائی زندہ رہا کبھی اسے پیٹ میں درد ہوا ہی نہیں۔ کبھی دست لگے ہی نہیں۔ [1]

صحابی کا یقین کامل بھی دیکھو۔ سرکار کے نسخہ کو بھی دیکھو کہ تبدیلی نہیں فرمائی۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سچا ہے کہ اس نے فرمایا ہے شہد میں شفا ہے۔ لہٰذا یقیناً شہد میں شفا ہے تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ اس کا جھوٹ نکالے گا تو شہد ہی نکالے گا۔ آہستہ آہستہ اس کا جھوٹ ایسے نکلے گا کہ پھر اس میں جھوٹ باقی ہی نہیں رہے گا۔

ہمارا یہ حال ہے کہ ڈاکٹر اور حکیم کی بات پر تو ہمیں یقین ہے مگر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر ہمیں اتنا یقین نہیں ہے۔ ہم سوچتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ

---

[1] ۔ صحیح البخاری جلد دوم صفحہ ۸۴۸

ہو کہ ہم سرکار کی سنتوں کو اپنا لیں تو معاشرہ کی نظروں سے گر جائیں۔ ہماری عزت نہیں رہے گی۔ بعض کہتے ہیں کہ سنت پر عمل کر لیا تو شاید ہمیں کوئی رشتہ ہی نہیں دے گا کیا یہ داڑھیوں والے سارے کنوارے پھرتے ہیں؟

یہ صرف شیطانی وسوسے اور بہانے ہیں۔ سنت پر عمل کرنے سے برکت زیادہ ہوتی ہے۔ سنت پر عمل نہ کرنے کی صرف یہ وجہ ہے کہ ہم پر نفسانیت غالب ہوتی ہے۔ نفس کہتا ہے کہ میں اس طرح خوبصورت لگتا ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ تو اس طرح خوبصورت لگتا ہے، جس طرح میں نے تجھے بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ عورت کے چہرے پر داڑھی پیدا نہیں کرتا اگر مرد نے بھی اسی طرح لگنا تھا تو مرد کے چہرے پر بھی داڑھی پیدا نہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ ہی تو بنانے والا ہے۔ الغرض نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے میں ہی بہتری ہے۔ ان کا بتایا ہوا نسخہ کسی تبدیلی کا محتاج نہیں ہے۔ حکیم و ڈاکٹر کا نسخہ بدل سکتا ہے اور بدلتا رہتا ہے مگر میرے آقا کا فرمان نہ بدلا ہے نہ بدل سکتا ہے۔

نبی اور جرنیل

اسی بات کو ایک اور انداز سے سمجھیں! فوجی جرنیل بڑے تجربہ کار ہوتے ہیں۔ لیکن ایسا جرنیل اور کرنل آپ نے کوئی نہ دیکھا ہوگا کہ وہ جنگ شروع ہونے سے پہلے آپ کو جنگ کا سارا نتیجہ بتا دے یہ تو کہیں گے کہ قدم بڑھاؤ! انشاءاللہ فتح ہوگی لیکن بعد میں ہونا کیا ہے؟ یہ کوئی نہیں بتلائے گا۔

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اگر اس شان میں دیکھیں۔ تو بدر کا میدان تصور

میں لائیں۔

رمضان شریف کا مہینہ، گرمی کی شدت، عرب کی تپتی ہوئی ریتلی زمین، دشمن تین گنا زیادہ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار صحابہ صرف تین سو تیرہ۔ وہ بھی سارے میدانِ جنگ میں نہیں۔ کچھ کی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ڈیوٹیاں لگائی ہوئی تھیں۔ وہ بھی بدریوں میں شامل فرمالئے۔ مسلمان تیسرا حصہ۔ ہتھیار بھی پاس کوئی نہیں۔ گھر سے لڑنے کی تیاری سے ہی نہیں نکلے تھے۔ قافلے کے تعاقب میں نکلے تھے۔ مگر سرکار کی مرضی جنگ کے لئے تھی۔ صحابہ کرام نے بھی لبیک کہہ دیا۔ میدان جنگ میں جو جگہ نامناسب تھی۔ وہ مسلمانوں کے حصہ میں آئی۔ جو اچھی جگہ تھی اس پر کافروں نے پہلے قبضہ کرلیا تھا۔ اس کے باوجود حدیث پاک میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگ شروع ہونے سے ایک دن پہلے اپنے ہاتھ میں جو عصا مبارک تھا اس کے ساتھ نشان لگانے شروع کر دیئے۔ اپنے صحابہ سے فرمایا:۔

هذا مَصرَعُ اَبِی جَهلٍ

''اے میرے غلاموں! یہ ابوجہل جو آج بڑے غرور میں ہے کل یہاں قتل ہوکر گرے گا''

هذا مصرع شَیبَه

''یہاں شیبہ مرکر گرے گا''

هذا مصرع عُتبَه

''یہاں عتبہ مرکر گرے گا''

هذا مصرع فلان

''یہاں فلاں قتل ہوکر گرے گا''

جتنے کافروں نے قتل ہونا تھا، سب کے نام بھی لئے۔ لکیریں کھینچ کر نشان بھی لگا دیئے کہ یہ کافر یہاں سر کر گریں گے۔ حالانکہ بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ فتح ان کی ہوگی، مسلمان شکست کھائیں گے۔ ان کے پاس تو کوئی ساز وسامان بھی نہیں ہے مگر رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو بات کرتے ہیں، وحی سے کرتے ہیں۔ پہلے ہی نشان لگا دیئے۔ صحابہ کی ڈھارس بندھادی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا بھی یقین کامل تھا کہ اب ہمیں گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ ہوگا ایسے ہی، جس طرح سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے۔ زمین وآسمان کی بلندیاں، پستیاں تو بدل سکتی ہیں مگر سرکار کے فرمان میں تبدیلی نہیں آسکتی۔ جنگ ختم ہونے کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے قصداً جاکر دیکھا۔ فرماتے ہیں کہ جہاں سرکار نے جس کافر کے متعلق نشان لگایا تھا وہیں مرا پڑا تھا۔ [1]

کوئی جرنیل کوئی کرنل کیا اس کے اندر یہ بات ہے؟ فوجیوں کے لئے آرڈر ہے کہ اگر سپہ سالار ہاتھ اٹھوادے۔ نتیجہ چاہے منفی ہی کیوں نہ ہو تم نے ایسا کرنا ہی کرنا ہے۔ یارو! کیا فوجی لیڈروں سے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کم ہے؟ کہ ہماری یہ حالت کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمائیں تمہارا کردار، تمہارا عمل ایسا ہونا چاہئے اور ہمارا عمل نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مخالف ہو۔

نبی اور لیڈر

لیڈروں کی ہم کتنی بات مانتے ہیں۔ گھروں میں برادریوں میں اختلافات ہوتے ہیں کہ پارٹی نہیں چھوڑنی کیونکہ ہمارا لیڈر یہ کہتا ہے۔ خدا کی قسم! لیڈروں کے فیصلے

[1] ۔ مشکوۃ المصابیح صفحہ نمبر ۵۳۱

غلط فیصلے غلط ہو سکتے ہیں مگر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی فیصلہ غلط نہیں ہو سکتا۔

اس میدان میں بھی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھیں۔

ہجرت کر کے صحابہ جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ چلے گئے تو چھ سال ہو گئے کہ انہوں نے کعبہ شریف کی جا کر زیارت نہیں کی۔ دل میں جذبہ پیدا ہوا کہ کعبہ کی زیارت ہونا چاہیے۔ صحابہ کرام سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے:۔

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! کعبہ کی زیارت کو جی چاہتا ہے''

سرکار نے فرمایا:۔

''اچھا! احرام باندھ لو تیاری کرلو۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ عمرہ ادا کرتے ہیں''

چودہ پندرہ سو صحابہ کرام نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کے چھٹے سال جا رہے ہیں۔ کیا یہ جلوس نہیں بن گیا ہوگا؟ لوگ کہتے ہیں کہ جلوس کی ابتدا کہاں سے ہوئی ہے؟ جب چودہ سو صحابہ سرکار کے ساتھ جا رہے ہوں تو جلوس نہیں بنا ہوگا؟ بڑی شان کے ساتھ جب حدیبیہ کے مقام پر پہنچے۔ کافروں کو پتہ چل چکا تھا انہوں نے روک لیا اور کہا:۔

''اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ہمارے ساتھ بات چیت اور معاہدہ کرو۔ ہم تمہیں عمرہ نہیں کرنے دیں گے''

عمرو بن سہیل ان کے طرف سے نمائندہ بن کر آ گیا۔ سرکار نے فرمایا:۔

''بتلا تو کیا کہنا چاہتا ہے تمہارا ارادہ کیا ہے؟

کہنے لگا۔

''ہماری پہلی شرط یہ ہے کہ تم یہیں سے واپس چلے جاؤ، تمہیں عمرہ نہیں کرنے دیا جائے گا''

حالانکہ یہ بڑی کڑی شرط تھی۔ کیونکہ احرام باندھنے کے بعد اس وقت تک احرام نہیں کھولا جاتا، جب تک حج یا عمرہ نہ کرلیا جائے۔ اگر کھولنا ہو تو پھر ایک تو ہر آدمی پر ایک بکرا لازم ہو جاتا ہے۔ دوسرا اس پر حج یا عمرہ کی قضاء بھی لازم ہو جاتی ہے۔

پھر دوبارہ سفر کرو اور اس وقت سفر کتنا مشکل ہوتا تھا؟ آج کی طرح تیز رفتار گاڑیاں نہیں ہوتی تھیں جو تین گھنٹوں میں پہنچا دیتیں۔ نہ ہی اس طرح کے روڈ بنے ہوئے تھے بلکہ پیدل یا اونٹوں پر بہت دنوں میں سفر ہوتا تھا۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

''مجھے یہ شرط منظور ہے''

انہوں نے کہا:۔

''دوسری شرط یہ ہے کہ آئندہ سال آپ عمرہ کے لئے آئیں۔ غلام آپ کے ساتھ ہوں۔ مگر کسی کی تلوار غلاف سے باہر نہ ہو، نیام کے اندر ہو''

فرمایا:۔

''مجھے یہ شرط بھی منظور ہے''

کہنے لگے:۔

''تیسری شرط یہ ہے کہ اگر اس دوران میں ہمارا کوئی آدمی مکے سے چل کر مدینہ شریف چلا گیا اور وہاں جا کر چاہے وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان بھی ہو جائے تو آپ نے اسے مدینہ

نہیں رہنے دینا ہوگا۔ مکہ واپس بھیجنا ہوگا۔ اگر تمہارا کوئی آدمی ہمارے پاس آئے گا
تو ہم اسے واپس نہیں کریں گے"
سرکار نے فرمایا:۔

"مجھے یہ شرط بھی منظور ہے"

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصہ میں لال پیلے ہو گئے کہ یہ بے ایمان کیسی شرطیں لگائے جا رہے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں:۔
"یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم حق پر نہیں ہیں؟ ہمارا اللہ سچا نہیں؟ آپ اللہ کے سچے رسول نہیں؟"
سرکار نے فرمایا:۔

"ہم سچے ہیں، حق پر ہیں"

عرض کی:۔
"حضور! ہمیں پھر یہ ذلت کیوں دی جا رہی ہے؟ اس طرح گر کر ہم کیوں شرطیں قبول کریں"
سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ایک ہی بات فرمائی:۔
"میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں، جو بات کرتا ہوں وحی سے کرتا ہوں"
فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہو گئے۔ وہاں سے اٹھے اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور کہا:۔
"اے ابوبکر صدیق! ہم سچے نہیں ہیں؟ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول نہیں ہیں؟ اللہ تعالیٰ سچا نہیں ہے؟"

فرمایا۔ ''اے عمر! بالکل سچے ہیں''

عمر فاروق نے کہا۔ ''پھر ہمیں یہ ذلت کیوں دی جا رہی ہے؟ اتنی کڑی شرطیں ہم کیوں تسلیم کر رہے ہیں؟''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔

''عمر! غصے کو قابو میں رکھ، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں، جو بات کرتے ہیں، وحی خدا سے کرتے ہیں''

فاروق اعظم کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ خاموش ہو گئے، صلح ہو گئی۔

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

''قربانیاں کر دو، بکرے ذبح کرو، احرام کھول دو، آئندہ سال عمرے کے لئے آئیں گے۔ واپس چلو''

واپس چلنے لگے۔ سرکار اونٹنی پر سوار ہوئے۔ صحابہ کرام ساتھ ہیں۔ انہوں نے دیکھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر جھول رہے ہیں۔ سمجھ گئے کہ وحی آ رہی ہے۔

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

''میرے صحابہ تمہیں مبارک ہو! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا [1] '' ہم نے تمہیں روشن فتح عطا فرمادی ہے''

صحابہ کرام کو تسلی ہو گئی اور اطمینان ہو گیا مگر ابھی حیرانی ہے کہ رب بھی نبی پاک کی تائید فرماتا ہے کہ فتح ہو گئی ہے۔ بظاہر تو فتح والی بات نظر نہیں آ رہی۔ ابھی تو یہ کافر بڑے

---

[1]۔ سورۃ الفتح پارہ ۲۶ آیت ۱

خوش ہیں۔ دندناتے پھر رہے ہیں کہ دیکھو جی! ہم نے ان سے کیسی کیسی شرطیں منوالی ہیں اور ہم نے انہیں عمرہ نہیں کرنے دیا لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے لئے فتح مبین ہے۔

سب سے بڑی کڑی شرط جو مسلمانوں کے لئے ناگوار تھی کہ ہمارا کوئی آدمی کافروں کے پاس جائے تو وہ واپس نہ کریں اور کافروں کا کوئی آدمی ہمارے پاس آئے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے واپس کردیں لیکن تاریخ نے ثابت کردیا کہ اسی شرط سے سب سے پہلے نقصان پہنچا تو قریش مکہ کو پہنچا اور قریش مکہ نے منتیں کرکے خود سرکار سے کہا کہ اس شرط میں تبدیلی کردیں۔ مہربانی فرما کر اس شرط میں ترمیم کردیں۔

پہلی جو شرطیں تھیں ان کا فائدہ یہ ہوا کہ سرکار نے فرمایا:۔

"میرے صحابہ! پہلے ہر وقت جنگ کا خطرہ ہوتا تھا۔ اب یہ خطرہ ٹوٹل گیا کہ معاہدہ ہوگیا ہے اتنے دنوں تک جنگ نہیں ہوگی۔ اب تم تبلیغ کے لئے نکل جاؤ۔ لوگوں کو اللہ کی توحید کا درس دے کر انہیں اپنی جماعت میں شامل کرو، جتنے زیادہ مسلمان ہوں گے، افرادی قوت اتنی زیادہ ہوگی"

حضرت ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

تیسری شرط کا نتیجہ یہ نکلا کہ ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نامی ایک شخص مکہ سے آیا اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی:۔

"حضور! مجھے ایمان کی دولت عطا فرمائیں"

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ پڑھایا اور مسلمان کر دیا اور ساتھ ہی فرمایا۔

''ابو بصیر! ہم نے تمہیں ایمان و اسلام کی دولت عطا کر دی مگر ہمارا مکہ والوں سے معاہدہ ہے۔ ہم معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔ اب تم مدینہ میں نہیں رہ سکتے۔ یہاں سے واپس چلے جاؤ''

انہوں نے عرض کی۔

''حضور! ٹھیک ہے۔ آپ معاہدہ کی پاسداری کریں۔ ہم واپس چلے جاتے ہیں''

ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ واپس مکہ تو میں بھی نہیں جاؤں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی ذمہ داری پوری کر دی۔ مدینہ شریف میں تو میں نہیں رہتا لیکن مکہ میں بھی نہیں جاؤں گا۔ مدینہ شریف سے باہر آ گئے اور جہاں سمندر قریب ہے، وہاں سمندر کے کنارے آ کر بیٹھ گئے۔ سوچا کہ یہاں بیٹھا رہتا ہوں۔ پیاس لگے گی تو قریب پانی ہے۔ بھوک لگی تو مچھلیاں پکڑ لیا کروں گا۔ لکڑیاں اکٹھی کر کے آگ جلا کر مچھلیاں بھون لیا کروں گا اور کھا کر پیٹ بھر لیا کروں گا۔ یہاں بیٹھے بیٹھے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھ لیا کروں گا۔ ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں اکیلے بیٹھ گئے۔

ادھر ایک دوسرا شخص مکہ سے مدینہ منورہ پہنچا عرض کی:۔

''سرکار مجھے دولت اسلام عطا فرمائیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ پڑھایا، مسلمان کیا، عمر بھر کے گناہ معاف کروا دیے اور فرمایا:۔

''ٹھیک ہے تم مسلمان ہو گئے ہو لیکن ہمارا معاہدہ ہے تم نے معاہدہ کی پاسداری کرنی ہے، یہاں مدینہ میں نہیں رہنا''

عرض کی۔

''ٹھیک ہے حضور! مدینہ میں نہیں رہوں گا'' وہاں سے واپس جاتا ہے۔ جستجو ہے۔ کہ ابو بصیر کدھر گئے؟ پتہ چلا وہ تو سمندر کے کنارے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ بھی سمندر کے کنارے ان کے پاس پہنچ گئے۔ ایک ایک اور دو گیارہ اب دو ہو گئے۔ پھر تیسرا مکہ سے مدینہ پہنچا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مدینہ نہیں رہ سکتے وہ بھی ان کے پاس سمندر کے کنارے پہنچا دو گیارہ اور تین ایک سو گیارہ۔ قوت بڑھتی چلی گئی چوتھا آیا پانچواں آیا چھٹا آیا، ساتواں آیا، دسواں آیا اب جو بھی آتے ہیں، مسلمان ہوتے چلے جاتے ہیں اور سمندر کے کنارے پر ڈیرہ لگاتے چلے جاتے ہیں۔

قریش مکہ کے قافلوں کا وہی راستہ تھا۔ تجارت کے قافلے وہیں سے گذرتے تھے۔ کافروں کے قافلے گذرتے تو یہ ان سے مال چھین لیتے اور انہیں قتل کر کے سمندر میں پھینک دیتے۔ آٹھ دس قافلوں کا جب یہ حشر ہوا تو کافروں نے کہا کہ معاملہ تو بڑا خراب ہو گیا اب ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی گلہ نہیں دے سکتے کہ اپنے غلاموں کو کہو، یہ کیا کر رہے ہیں کیونکہ ہم نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ انہیں وہاں نہیں رہنے دینا یہ وہاں رہتے تو کم از کم ہم پر تو حملہ نہ ہوتا۔

وفد بھیجے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہاتھ جوڑ کر عرض کریں کہ اس شرط میں ترمیم فرما دو اب جو بھی مسلمان ہو کر مدینہ پہنچے اسے ادھر نہ آنے دو اپنے پاس ہی مدینہ میں رکھ لو۔ چشم فلک نے نظارہ دکھلا دیا کہ بڑے بڑے لیڈروں کے فیصلے غلط ہو سکتے ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی فیصلہ غلط نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس نے ہمیں شانوں والا رسول عطا فرمایا۔ اس

احسان کی قدر یہ ہے کہ ہم اپنی زندگیاں اسوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق گذاریں۔ اللہ رب العزت اہلسنت وجماعت اور ان کی تمام تنظیموں کو دن دگنی، رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور ہمارے دلوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور ہمارے ظاہر پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت جاری فرمائے۔

وماعلینا الاالبلاغ المبین

مکتبہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم کی مزید مطبوعہ کتب

شان اولیاء

افادات :۔

استاذ العلماء فخر الصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ الحاج

مفتی محمد اشفاق احمد رضوی صاحب

دامت بر کاتہم العالیہ (حال مقیم لندن)

چشتی تقریریں

خطابات

مناظر اسلام، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ صاحبزادہ

عبدالحمید چشتی صاحب

دامت بر کاتہم العالیہ

مہتمم مدرسہ غوثیہ جامع العلوم خانیوال

محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز

تالیف :۔

محمد فضل رسول رضوی صاحب

جہانیاں منڈی

جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم جہانیاں منڈی

اللہ رب العزت اور محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی اشاعت کا مرکز

☆...... اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی و محدث اعظم پاکستان قدس سرھما العزیز اور اسلاف کرام کا فیضان

☆...... جہانیاں منڈی میں اہل سنت و جماعت کا درس نظامی کا واحد ادارہ

☆...... حفظ القرآن اور علوم دینیہ کی تعلیم کا بہترین انتظام

☆...... عقائد و اعمال کی اصلاح پر خصوصی توجہ

☆...... خوراک و رہائش کا عمدہ انتظام

اراکین جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم

ہائی وے روڈ جہانیاں منڈی

وسیلہ

خطاب

شیخ القرآن والحدیث

حضرت علامہ مفتی محمد اشفاق احمد رضوی صاحب

دامت برکاتھم العالیہ

ملنے کا پتہ

مکتبہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم

ہائی وے روڈ جہانیاں منڈی